رخنہ ڈالا پہر غالب وہان کیا جواب دیگا یہان تو منشی جی کو سیف الحق جواب
دیتا ہی وہان مولانا غالب کی زبان جویاری دیگی وہ کہہ لینگی میرا جواب تو یہ ہے
کہ ہان منشی جی سچ کہتی ہین اوس محکمہ عالیہ مین مقدمات حقیقہ کی ایک کچہری ہوگی
اور اوس کچہری کی سررشتہ دار منشی سعادت علی ہونگی اپنی علاقہ کی دو عرضیان
پیش کرینگی ایک اسمان کی عرضی جسمین آسمان مدعی اور مجموع شعرا مدعی علیہ وجہہ استغاثہ
برا کہنا اور کجرفتار اور ستم شعار نام رکہنا دوسری عرضی محمد حسین دکنی کی جسمین دکنی
مدعے اور اسد اللہ خان مدعی علیہ خلاصئہ نالش ہتک حرمت بذریعہ اظہار عیوب
مخفے مدعی سو آسمان کی عرضی پر یکہی کیا حکم ہو دکنی کی دعوی کا فیصلہ جیسا کہ منشی جی
محرق قاطع برہان کی ۹۵ صفحہ اخیر مین لکہتی ہین یہ ہوگا کہ
اسد اللہ خان کے حسنات جامع برہان قاطع
کو ملینگے مگر وہان حیف و میل نہین ہی معاً
منشی جی کی حسنات حضرت غالب
کو دئی جائینگی للہ الشکر
و للہ الحمد
کہ

غالب بشکن
برابر رہا دکنی بجا منشی
دہرا گیا تعزمن تشاء و
بیدہ الملک وہو علی
کل شئی قدیر فقط
تم تم تم

کہ ہرگاہ این بیچارہ آہنگ نوشتن برہان قاطع کرد وآن مقدمہ جنون بود خو
بہ گلو میریخت و بہ بینی میدمید و بکف پا میمالید تا از رنج سودا میرست و لب از ہذیا
منشی جی نی محرق قاطع برہان کی ۹۰ صفحہ مین اس تحریر کو حضرت غالب کے عیوب و ذ
گنا ہے حال آنکہ جامع برہان قاطع کو مری ہوی کچھہ اوپر دو سو برس ہوئی اب
اپنی مجموعہ سقوات کی ۶۵ صفحہ مین جیسا کہ مین ۱۴ فایدہ مین لکھہ آیا ہون حضرت نجم الدو
دشمنون کو مجنون کہکر ایک طبیب حاذق سی استعلاج کا حکم دیتی ہین میرا اس مقام پر یہ سوال
کہ جامع برہان قاطع اہل دین مین نہ تہا عوام مسلمین اور رعایای دکن مین سی ایک آدمی تہ
اوسکی مرنی کی اوسکا برا کہنا عیب اور جرم ٹہرا اور ایک شخص زندہ اپنی شہر کا رہنی والا بقید
ہی کہ باہم شناسای اور سلام علیک بہی ہوگی اوسکو برا کہنا بلکہ کہنی سی گذر کر اوسکی غیبت مین
اپنی گہر مین بیٹہ کر حد سی زیادہ ناسزا باتین اوسکی واسطی لکہنی اور غیبت کے جرم کا مرتکب
ہونا کوف امر خیر اور ثواب کا کام ہی مردی کو برا کہنی والی کو ۹۴ صفحہ کی دوسری سطر
مین الغیبت اشد من الزنا سی ڈرانا حال آنکہ مردی کی برا کہنی کا نام عقلاً و نقلاً غیبت
نہین ہو سکتا اور خود غیبت کا بہ تقریر و تحریر ارتکاب کرنا یہ نہ اہل دین کا طریق نہ اہل عقل
کا منصب وہ طالب علم صاحب میری اس کلام سے یون مجیب ہوئی کہ ای سیاح
اس حرکت سی معلوم ہوتا ہی کہ منشی صاحب کو جناب مرزا صاحب سی محبت مفرط
ہی غیبت سی بدگوی مراد نہین بلکہ مقصود یہ ہی کہ شارع کی ارشاد کی موافق منشی جی کی حسنات
مرزا صاحب کو ملجائین مینی پوچہا کہ حضرت غالب کی طرف جنون کو منسوب کرنیکی
کیا وجہہ طالب علم صاحب ہنس پڑی اور کہا کہ یہ منشی جی کی عقل کا قصور لطیفہ ۲۰
خاتمہ مین جو منشی جی نی ایک غربیلہ کیا ہی اوسکی بہی داد دینی ضرور ہی فرماتی ہین
کہ قیامت کی دن محمد حسین دکنی جامع برہان قاطع اپنا منہہ نوچتا ہوا اور سر پر خاک ڈالتا ہوا میدان
رستخیز مین آئیگا اور فریاد کریگا کہ غالب نے دنیا مین میرا منہہ کالا کیا اور میری ناموس مین

کہ سودن پیسنا فرسودن گہسنا اطفال دبستان آمد نامہ مین یون ہی پڑہتی ہین سودن
صندل اور سرمہ اور غالیہ اور لخلخہ وغیرہ کی واسطے موضوع ہے قلم کے واسطی فرسودن
ہے نہ سودن خامہ فرسائی لکہتی ہین نہ خامہ سائی اوس دوست نی کہا کہ منشی جے نے
خفا ہو کر قلم کو سرمہ کی مانند پیس ڈالا ہوگا مین نی کہا کہ من کی خیر سود بہلا اسکی تو کوئی
وجہہ اور تاویل کرو سودم کی جگہہ سود کے کیا معنی اوس ظریف نی کہا کہ سودم مین
دُم کے صورت پائی جاتی ہے اور منشی جے بی دُم ہین من جو حرف متکلم کا ہی یہ
دُم کے ساتہہ آتا تو خدا نخواستہ منشی جے دُم دار نجاتی پہر مین نے اوس طالب علم
ظریف الطبع سے کہا کہ شاہ عباس ثانی بادشاہ ایران کے عہد مین حکیم شفائے
اصفہانی بڑا شیوا بیان اور ہمہ دان شاعر تہا مومن خان پیشخدمت دربار مین اور اوسمین عداوت
پیدا ہوئی حکیم شفائی نی اوسکی ہجوین لکہین ازانجملہ ایک ترکیب بند نے بڑی شہرت پائے
اور مقبول طبع خاص و عام ہوا پہلی بند کے دو شعر یہ ہین ع مومن ہلم بازی چملان
بکجا رفت * پا کاری صد در صد کرمان بکجا رفت * آن گاو دُم از سینہ بردن رستہ کہ میرد
حیدرت بدرخانہ یاران بکجا رفت * لواط و اوباش اصفہان ہر رہگذر مین دف و چنگ کے
ساتہہ اس ترکیب بند کو گاتے پہرتے تہے مومن خان سنکر خفا ہوتا تہا مگر اوس طائفہ
بی نام و ننگ سے کیا کہہ سکتا تہا ناچار اپنی گہر مین بیٹہہ رہا اور دروازہ بند کر لیا اوس
جماعت نی اوسکی در دولت پر شد و مد سی گانا بجانا شروع کیا پایان کار مومن خان
اپنی پیٹ مین چہری مار کر مر گیا مین ڈرتا ہون کہ منشی جے بہی اس لطائف کو دیکہکر
کہین اپنی کو ہلاک نکرین اوس بزرگ نی فرمایا میان داد خان یہ کام غیرت والونکا
ہے منشی جی کیطرف یہ احتمال بیجا ہے لطیفہ ۱۹ ایک جگہہ جامع برہان قاطع نے
اپنی کتاب مین خون خرس کے خاصیت لکہی ہے جناب مرزا اسد اللہ خان غالب اوسکی
عبارت کو قاطع برہان مین لکہکر یہ لکہتی ہین کہ آیا کس از غمخواران و بیمارداران وی نبود

اعلان حق ہوا ہی وہ بطریق مکافات بمثل منشی کے نگارش کے عیوب ظاہر کری
بعینہ یہ وہ بات ہی کہ ایک دابہ کسی آدمی کو لات ماری اور وہ آدمی غصہ مین آکر
اوس دابہ کی لات ماری جن مقام پر کہ فقیر سیف الحق نی منشی جی کی تحریر کی غلطی کا
اظہار کیا ہے وہ بہ اقتضای حقیقت جواب ہی ورنہ اونکی بی علمی اور فارسی زبان
سے اونکی ناآشنای ایسی نہین ہی کہ ابراز کی حاجت رکہتی ہو صفحہ ۲۷ پر ایک مضحکہ ہی
کہ اطفال دبستان نشین ہی اوسکو پڑہین تو منشی جی کے پیچہی تالیان بجاتی دوڑین
فرماتے ہین کہ زبان دری مین باس بمعنی قدیم مقابل حادث ہی جہوٹی کو خدا شرمای
موافق منشی جی کی ادعا کی لازم آتا ہے کہ ذات باری کو باستانی کہین اور یہ جو
منشیان بلاغت شعار کے عبارات مین کتب باستانی اور شاہان باستان
مرقوم ہے کتابون پر اور سلاطین پر حکم قدم جاری کرکے تعدد قدما کا اقرار کیا جائی
اور یہ جو بکتی ہین کہ نان و طعام کو باسی باعتبار بوی بد کہتی ہین بہلا پانی پر بہی یہی
حکم جاری کرینگے اور باسی پانی سے بدبو پانی مراد لینگی نہ منشی جی لوگونکو اپنی پر
نہ ہنساو باس ترجمہ ہی ماضی کا ماضی اور قدیم متحد المعنی نہین ہین اس مسئلہ کو
تم اونہین مولوی صاحب سی تحقیق کرلو جنکا تمنی ۲۴ صفحہ مین نام لکہا ہے لطیفہ ۱۸
ایکدن میرا ایک دوست ظریف طبع محرق قاطع برہان کو دیکہہ رہا تہا اور مین بہی
حاضر تہا صفحہ ۴۳ سطر ۱۶ مین لکہا دیکہا کہ مردم عوام جیم گفتن آغازیدہ ہم دونون متعجب
ہوئی کہ جمع کی خبر کا استعمال مفرد کی ساتہہ کیونکر درست ہوگا آغازید کی جگہہ آغازیدند
چاہئی تہا نون دال کہان گیا اگر منشی جی کو بہوک لگی تہی دال کہا جاتی نون کیا ہوا
اوس دوست نی کہا نون عربی مین مچہلی کو کہتی ہین بہلا یہ کیونکر ہوسکتا کہ منشی جی
ایسی غذای لذیذ چہوڑ دیتی اور او بای دال پر قناعت کرتے پہر صفحہ ۵۸ کی ۶ اور
۷ سطر مین یہ فقرہ نظر آیا کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ من اینقدر قلم چرا سیہ حیرت ہوئی

ترکیب تو آپ نہیں جانتا اوس لغت اور اوس ترکیب کی موجودیت کا قایل نہیں ہوتا
جو بات اسکی احاطہ علمی سے باہر ہے وہ اسکے نزدیک معدوم ہے ایک فقرہ سب
فقرات سی زیادہ لطیف ہی فقیر اگرچہ اوسکی معنی نہیں سمجھا لیکن لطف اوٹھا رہا ہے
اوس نامی مرزا اسد اللہ غالب بہ پوشتن ولپشتن و پوشتہ ولپشتہ بیای فارسی
بدون نوشتہ مثل دیگر بان ہذ بانست اگر لفظ بان دیگر کے ساتھہ ربط رکھتا ہے
تو دیگر بان کے معنی کیا ہیں اور اگر بان ہذ بان جملہ مرکبہ ہی تو اوسکی معنی پوچھنی ہے
ضرور نہیں حاشیہ پر منشی جی لکھتی ہیں بان بہ تحتانی بوزن جان سخن نامربوط کہ انرا ہذیان
ہم خوانند بادی النظر میں بوزن جان کا لفظ اٹکتا ہے کہ آیا یہ چندی فارسی کا لغت ہے
یا سغدی فارسی کا برای حال اسکی اعراب کی کیا صورت ہی بعد خوض اور غور کے
قیاس کیا جاتا ہی کہ بان بوزن جان ہی کاپی لکھنی والا نون لکھنا بھول گیا اب یہان
سوال وارد ہوتا ہی کہ بان بوزن جان بمعنی ہذیان کس فرہنگ سے منقول ہے
مانا کہ ہمنی نہیں سنا لیکن وجود اس لفظ کا ہوگا جب اتنی مرحلی طی کیی سہو کاتب
اور وجود لفظ بمعنی ہذیان ان مقدمات کو تسلیم کر لیا تو اب ہم یہہ کہتی ہیں کہ الفاظ
مترادف بی واو عاطفہ نہین آیا کرتی غم والم لکھینگے غم الم نہ لکھینگے عیش وعشرت
لکھینگے عیش عشرت نہ لکھینگے منشی جی نی بان ہذیان بحذف حرف عطف کیا سمجھکر
لکھا **لطیفہ** اب منشی جی دفع اعتراضات سی فراغت کر کی خان **غالب** کے
عبارت پر اعتراض کر رہی ہین یہہ وہی بات ہی مہ نور میفشاند سگ بانگ میزند
کیا ان اعتراضات کی اصل ہو تو ہین اوسکا جواب دون منشی جی کی عبارت مین
کوئی فقرہ ایسا نہیں جسمین غلطی نہو اونکو ایک فصل جداگانہ مین کہا گویا منشی جی
کو ایک شخص عالم و فاضل سمجھا ہی مبتدا لکھا تو اور تساوی لازم آتا ہی جیسا کہ اوس
بزرگ نے نجم الدولہ بہادر کے تحریر پر خردہ گیری کی ہے جو حق شناس عمدہ کی

حضرت غالب کب لکھتے ہین کہ درست و بجا بلکہ لکھتے ہین کہ حاشا کہ صاحب دبستان
مذاہب پشتن کو بیای حطی لکھی کاتبوں کے غلط نویسی سے یہی دکنی کی تخطیہ ہای عدیدہ
ثابت ہونی سی یہ غصہ آیا کہ منشی جی کی عقل کا چراغ گل ہو گیا بات کچھہ بہی سمجھتی کچھہ
ہین پہر بعد اس دہرپت کی ایک ٹہرپے یہ گاتی ہین کہ صاحب تان قاطع رقم میزند
کہ پوزیدن بمعنی عذر آوردنست لو صاحب منشی جی کی تحریر تو بہری مفید مطلب ہے
فی التحقیقت پشتن بیای فارسی مصدر اور پوزد مضارع اور پوزدن مصدر مضارعی
اور پوزیدن مزید علیہ جیسی آوردن اور آوریدن پشتن بیای حطی سہو کتابت سے ہے
اور مستند سہو کاتب ہونا حماقت پہر اسی صفحہ مین منشی جی کا ماحصل تقریر یہ ہی کہ رشیدی نے
پوزش کو بمعنی عذر اور می پوزد کو بمعنی عذر میکند لکھا ہی پس از روی فرہنگ رشیدی سے
بہی پوزش و می پوزد کا وجود متحقق ہو گیا الله ری فقدان قوت عاقلہ اور انعدام قوت
منفعلہ کہ لکھتا ہی کہ پوزدن و پزدن کہین نظر نہین آیا کوئی پوچھی کہ دیکھہ دکنی ہی پوزیدن
بمعنے عذر آوردن لکھا ہی اور واقعی جب پوزیدن ہو تو پوزد کسکا مضارع ٹہرے
اور جب پوزد ہو تو می پوزد کہان سی آجای اصل مصدر پشتن اوسکی مضارع مین سی
پوزیدن پیدا ہوا پوزدن اوسکا مخفف جیسی پرداختن بالف اور پردختن بلا الف
یہ مدارج لکھہ کر ہم پوچھتی ہین کہ پوزیدن و پوزش کی منشی جی قایل ہین پس اب
یہ فرمائین کہ اگر پشتن بیای فارسی مضموم اصل مصدر نہین تو پوزد کسکا مضارع
اور پوزیدن کیونکر بنا جب منشی جی کی نزدیک پشتن بہ تحتانی صحیح ہی تو اوسمین سے
پیوزد اور پیوزش بہ تحتانی پیدا ہوگا نہ کہ پوزد اور پوزش بیای فارسی

میاں نادان خان کیون اپنا دماغ خالی کرتا ہے منشی جی

کیا جانین کہ مصدر اصلی کس درخت کو کہتی ہین اور مضارع کس پہل کا نام ہی اور مصدر
مضارعی کو تو سے ترکاری ہی تماشی کی بات ہی یہ پہر نا بالغ جس لغت یا جس

پر کرنہ منشی کو کہا جای نہ پیمبر کو اگر کسی فرہنگ والی نی لکھا تو وہ غلط فہم اگر کسی شاعر نے
لکھا تو وہ غلط گو صفحہ ۹ مین منشی سجے ایسا کچھہ لکھتی ہین جس سی معلوم ہو کہ ہرمزد جسکو
حضرت غالب اپنا استاد بتاتی ہین وہ وجود خارجی نہین رکھتا تھا ہان سچ ہے
وہ ایسا وجود خارجی نہین رکھتا تھا کہ ناصحی کے ساتھہ مترادف بالمعنی ہو ساسان پنجم
کے اولاد مین سی رہنی والا یزد کا ایک امیرزادہ جلیل القدر جسنی پچاس برس علمای
عرب و بغداد سی علوم عربیہ حاصل کیی اور طریقہ زردشتیہ چہوڑ کر دایرہ اسلام مین آیا
اور پہر ہندوستان مین تشریف لایا اور حضرت غالب سے ملا اور دو برس اونکا مہمان
رہا اسکو منشی سجے کس دلیل سی جہوٹ کہتی ہین نجم الدولہ جہوٹ نہ بولینگی مگر ہان
بموجب اس مصرع کے کہ کاذب ہمہ را بکیش خود پندارد * منشی جی جیسی آپ ہین
ویسا اور کو بہی سمجہتی ہین مخالفین مذہب اسلام اس طریق کو جہوٹا جانتی ہین اور وہ
از روی شمار لا تعد و لا تحصی ہین عیاذاً باللہ کیا اس اجماع سی مذہب اسلام باطل
ہو جاتا ہی منشی سجے ایک آدمی اور وہ بہی بہ اعتبار فقدان علم ادب نیم آدمی اگر آدمی
آدمی نے ایک امر ممکن کی وقوع کا انکار کیا تو انکی انکار سے کیا ہوتا ہے لطیفہ ۱۱
ے صفحہ مین حضرت غالب کے عبارت لکھکر منشی اوسکا مجیب ہوتا ہی عبارت یہہ ہے
الفوت در دبستان مذاہب ہنگام کہ نشستن بشتہ بہ تحتانی نوشتہ اند حاشا کہ رقم سنج دبستان مذاہب
کہ گران مایہ ایست بہ فحواے ضمیر زردشتیان آن طرف پارسیان دانا درین منطق خطا کند و
پشستن را بشستن بیای حطی نگارد اتفاق کار وان کاروان کاتبان است بر غلط نوشتن
نگرندگان مشاہد را شاہد گرفتند و ہمبرین جادہ رفتند اب یہان ایک نشاط انگیز بات
سنیی منشی سجے صفحہ ۱۷ کی ۸ سطر مین لکھتی ہین کہ مرزا اسد اللہ غالب نگارند کہ الفوت
در دبستان مذاہب ہنگام کہ نشستن و نشستہ بیای تحتانی درست و بجا یا رب یہہ احمق
نیم آدمی اور کذب منسوب کیا لکھتا ہے یہ وہی مثل ہے کہ من چہ میگویم و تنبور من چہ میگوید

جب اونکا ماخذ تباہ ہوگیا تو وہ اب سندک کو ٹہرائینگے جسمین یہ دو صفات ثبوتی جمع ہونگی یعنے حقیقت زبان فارسی سی آگہی اور انصاف کا ملکہ معہذا یہ دو صفتین سلبی بہی معاً موجود ہونگی یعنی مردہ پرست نہوگا اور حسد پیشہ نہوگا وہ تو غالب کے قدر جانیگا اور اس محقق مدقق کی قول کو مانیگا اور ایسی لوگ دنیا مین کم ہونگی پس اس صغری اور کبری کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت غالب کے منافقین و منکرین ہزار در ہزار پیدا ہو جائینگی ہر چند اہل حق اونہین سمجہا ئینگی لیکن وہ انکار سے باز نہ آئینگی جہل مرکب کا علاج محال ہی علم عربی کی قوت سے فارسی دانی محض وہم و خیال ہی پہر منشی جی مخبط ۵ ہ صفحہ مین حضرت غالب کی طرف جنون کو منسوب کرکی ایک طبیب خاص سی رجوع کرنیکا حکم دیتا ہی کوئی اس تہی مغز سے پوچہی کہ حکیم کی نام کی قید کیا ضرور اسقدر لکہنا کافی تہا کہ غالب کو سودا ہوگیا ہی اطبا سی رجوع کریے فصد کہلوائی مسہل لیے ماء الجبن پئی اہل عقل پی اسکی کہین کہون سمجہ جائینگی کہ منشی جی بڑے ہین پاگل ہین صفحہ ما قبل یعنے صفحہ ۴ ہ سی آخر صفحہ ۵ ۶ تک جو صاحب بصیرت و بصیرت منشی جی کی عبارت کو بہ امعان نظر دیکہیگا اور مبتدا و خبر و شرط و جزا کی تباہی اور ربط و ایطلکی بہی دریافت کریگا کیونکر نہ کہیگا کہ یہ عبارت مجذوب کی بڑ یا پاگل کا غل ہی بازی دفع اعتراضات کی تقریر منشی جی نی تپ محرق مین تمام کی اب حضرت غالب کے عیوب شماری پر آمادہ ہوئی ہین ۔ تو کاری زمین را نکو ساختی کہ با آسمان نیز پرداختی لطیفہ ۵ جرگر اور وجر گر کی باب مین جو ۶ ہ صفحہ سی ۷ صفحہ کی پہلی سطر تک جو کچہہ منشی جی نی لکہا ہی عقل سلیم اسکو قبول نہین کرتی کہ جرگر ہمیر کو بہی کہین اور مطرب کو بہی کہین یہ بہی مثل خاور اور باختر کے متقدمین کے کلام مین آیا مگر متوسطین نی سوء ادب سمجہکر ترک کیا اور متاخرین کا اتفاق رہا ہی اسی پر ہاں واہ منشی جی جرگر کو کہین میر کا نظیر سمجہے ہو کہ سادات کو بہی میر کہتے ہین اور گندہی بہی میر کہلاتی ہین حضرت وجر قوی ہی اور وجر گر منغنے بطریق تنزل وجر گر ہمیر کو بہی کہلو

طعم ذائقہ وہم غوغا ست اولوالابصار پہلی حسن ترکیب الفاظ کا کیہین پہر معانی کے لون
پانے کا مزا چکہین سے ہی جسکو شورامہ وشورابہ مین تمیز ہو وہ متصدی فن تحریر ہوا
تحریر پہی مقابلہ اوسکی کہ جو آج انشا اور انشا کی مجموع فنون مین ایک آیت ہی آیات الہی
مین سی یعنی نواب معلی القاب نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ سلمہ اللہ
العلی العظیم یہان اس طالب علم سیاح سیف الحق کو میان جرات کی مخمس کا ایک
بند یاد آیا ہے بحسب مناسبت مقام لکھدیا جاتا ہی س دیا سلائی جو بیچی تہی یا کہ سر گنڈا
ہوی وہ صاحب لشکر بنا کی ایک جہنڈا × ہوا ہی باغ جہان سی ہو کیون نہ دل ٹہنڈا × کہ تینے
مرغی کا بچا کہٹکتی ہے انڈا × حضور بلبل بستان کرے نوا سنجی × حق تحقیق کہ یہ سب ہے
اوسی نسبت کا فیض ہی جو مین حضرت غالب کے جناب مین رکہتا ہون ادا کرتا ہون
اور امہ وشورامہ دو ورمزی ہین اہل پارس کی مختلف الاصول والاصوات جیسے
ہند مین ٹپا اور ٹہمری شورابہ وتلخابہ وخونابہ وزردابہ یہ ترکیبین اور ہین معنی مرقومہ جایہ
منشے جی نے اپنی کٹہری سی نکال کر لغات کو پہنا ئی لیکن صد حیف کہ لغات کی بدن پر
ٹہیک نہ آئی ۴۶ صفحہ کی ۱۶ سطر مین ایک مولوی صاحب کا نام لیکر کہتی ہین کہ اونہون نے
قاطع قاطع برہان مین خوب کچہہ لکہا ہے ۱۱۱۱ اب بہید کہلا منشی جی کو اپنی کتاب
کے تسمیہ مین مولوی صاحب کا تتبع منظور ہے قاطع قاطع برہان اور محرق
قاطع برہان مولوی جی نے قاطع برہان کو کاٹا منشے جی نے جلایا بہرحال منشے
جی کو مولوی جی کی ذکر سی اپنی کو اس مثل کا مصداق بنانا ہی کہ مین مرد نہین میرا بہائی
مردہی بات یہ ہی کہ فارسی دانان ہند محقق نہین ہین مقلد ہین اکثر تو قتیل بی سروپا کے
بجاری ہین اوسکی تالیفات کو انکہہ کی پتلی بنا ہی ہوی ہین جو بلند پرواز ہین وہ برہان قاطع
کو عرش المعرفت جانتی ہین اور اوسکی اقوال کو مانتی ہین پس جب کوئی محقق حق و باطل
کا ممیز ہوا اور دکنی کی اغلاط ظاہر کری تو وہ حضرات طیور آشیان گم کردہ کیون نہ چلائین

سے رزم بر رزم اختیار مکن * ہست ما را بخود ہزاران ہوس * فقیر سیف الحق کہتا ہے کہ فرہنگ لکھنی والون نی یہ شعر مصنف کی زبانی نہین سنا دوسرا شعر بہی قطعہ کا مرقوم نہین جو ہم قافیہ پر تصحیح اور تصدیق کی بنا رکہین شعرای عجم نی الفاظ مین تصرفات کیئی ہین مگر اوس تصرف کی واسطے قواعد قرار دیئی ہین ازانجملہ حرف ساکن کا متحرک اور متحرک کا ساکن کر دینا جیسا کہ کفن کو بسکون فا اور سلطت کو بحرکت ثانی لکہا ہی طالب اسلی علیہ الرحمہ سے چون شدش کار کفن و دفن بساز * خلق گشتند از فرارش باز * نظامی علیہ الرحمہ مخزن اسرار مین فرماتی ہین سے آب گر شتم لطف افزون کنہ * ان ہین کا بتن شعر کا قطعہ ہی فقیر نی دیکہا کہ سب حافظہ مین موجود نہین اور مین ہوس بسکون واو ہی مگر فتحہ ہای ہوز بدستور بحال و قرار رہا اور پرے کے دو شعرونمین فوس اور فردوس قافیہ ہی ہوس بروزن کوس ہرگز نہین اور اسی قبیل سی یہ مصرع سے در خانہ بجز شعلۂ آتیش ندارم کہ جامع فرہنگ جہانگیری سے اسکو تبا ہی فرشت مکسور و بای معروف سمجھکر تحتانے کو مشبع جانتا ہے اور آتش بروزن تابش کا مدعی ہی عیاذاً باللہ من سہو الافکار اس مصرع مین آتیش بہ مثناۃ تحتانی مفتوح ہی اور یہ مصرع استاد کی قطعہ کا ہی جسکے قوافی عیش وطیش و حبش ہین فرہنگ لکہنی والون نی اساتذہ کی کلام مین جو لغت پایا اوسکو جسطرح قیاس ہین آیا تلفظ مین لائی لسان عربی کی سی قواعد زبان فارسی مین کہان منضبط تہی جو ان قواعد کی مطابق لغات پر غور کرتے جو جسکو سوجہی وہ بات اوسنی ٹہرالی ۱۳ صفحہ مین جو منشی جی نی رقص میمون شروع کیا اوسکا مشاہدہ سخت نشاط انگیز ہی حاشیہ پر لکہتی ہین فروزہ بالضم بمعنی روشنی و نور اچہی میری منشی جی فروزہ بالضم تمکو کسنے بتلایا اور صفت کی معنے تمنی کیون ترک کیئی فروز صیغہ امر کا ہی بحذف الف افروختن کے مشتقات مین سی مابعد اوسکی ہای تحتی جیسی لرز اور لرزہ سوز و سوزہ پس فروزہ بفای مفتوح چاہئی نہ بفای مضموم یہان فامی مضموم مذموم ہی پہر اسی حاشیہ پر لکہتے ہین شعرا مسی

حضرت غالب کے عمر مشاہدہ کتب مین گزرے ہی اہہر شہر کا نام جاننا کونسے
بڑی بات ہی منشی جی اپنی قسمت کو پیٹین کہ انکی عقل ہیہے خدائی اونکو نہ دیے کہ بغیر
غیاث اللغات کی دیکہی جانتی کہ اہہر بروزن احمق کسی شہر کا نام ہی اور یہ ہی عقل کے
کوتاہی ہی کہ حضرت غالب اہہری کو باعتبار تفرقہ وزن نامانوس کہتی ہین اور منشی
اوجہلتا ہی کہ غالب اہہر کو نہین جانتا پسودن اور مسودن کا ذکر تقریباً اوپر لکہہ آیا ہون
مکرر لکہنی کی حاجت نہین ہی تپی اور کراسہ اور خنبور کا ذکر ہیے مجملاً آگیا ہی تفصیل کے
احتیاج نہین نسخ کی عربی ہوئی ہین کچہہ تامل نہین منشی جی اگر اسکو دکنی لغت ٹہراتے
تو کون مانتا غنیمت ہی کہ اونہون نے لکہا مگر دکنی نے جو جیم فارسی لکہا ہی اوسکو بہی
جائز رکہا اور خرج کہ بجیم عربی ہی اور زبان زد خلق بجیم فارسی ہی اوسکو اس جواز کا نظیر
ٹہرایا **سیف الحق** جیب ہی دیکہی صاحبان علم وعقل اسکو مانتی ہین یا نہین ای خاک پائے
حرف شناسان الف با تا دکن کے بنئی سے تمہارا رشتہ ناتا برہان دکان اور محرق
ہی کہاتا اس شعر کا صلہ دلوا دیجئی داتا ۵ زبی چون چہہ تاریک و ویرانہ انجیرہ
سراسر گردوی از موی بیچون سبزہ زنجیرہ **لطیفہ ۱۴** ہوس بتحتین سیکے بحث
جو تپ محرق کے ۱۱ صفحہ کی ۱۵ سطر مین مرقوم ہے اوسکی دیکہنی سی معلوم ہوگا کہ
جامع برہان لکہتا ہے ہوس با ثانی مجہول بروزن طوس بمعنی ہوا و ہوس باشد منشی
جی نی اس فقرہ کی نقل مین ایک صنعت صرف کی ہی یعنی بروزن طوس کا لفظ نقل
نہین کیا یہان ہمکو معلوم ہوا کہ منشی جی کی عقل اوس دکنی سی زیادہ ہی جو لفظ بمعنی
اور بی محل کا ذکر نہ کیا یعنی اپنی مرشد اور استاد کا عیب چہپایا بہر حال خان **غالب** کا
اعتراض یہ ہے کہ ہوزن غلط ہی طوس جو ایک پہلوان اور ایک شہر کا نام ہی بروزن
روس بواو معروف ہی دکنی نے بواو مجہول لکہہ کر جو بروزن طوس لکہا ہی یہ
اوسکا حمق ہے منشی جی دفع اعتراض مین ایک شعر ابن یمین کا بطریق سند لاتی ہین

اوسنی گلہری بوزن ابہری رکہا ہی دیوار پر سی اوترائی حیران ہون کہ اس بحث مین منشی جی کو کلام کرنی سی مقصود کیا تہا بات یہ ہی کہ دکنی ناقی نی گلہری کو ذیل لغات فارسی مین لکہا ہی مگر مسخ کر کی یعنی دراصل گلہری بکاف فارسی مکسور مشہور ہی اور برہان قاطع مین بکاف عربی مفتوح بوزن ابہری مسطور ہی حضرت غالب کو ہموزن پر نظر کر کی تحیر اور تردد ہوا کہ آیا ابہری بروزن انوری واشرفی ہی پس گلہری جو اکہری کی وزن پر تہی کاف عربی کی عجمی اور مفتوح ہوجانی سی گلہری بروزن سہرے ہوتی ہی یہ بروزن ابہری و انوری کیونکر ہوگئی اس راہ سی اونہون نی ہموزن کو نامانوس لکہا سچ ہی جب اس اسم کو دو واتحالی بلافصل واقع ہون تب ہموزن ابہری و انوری ہو غالب نی باعتبار نادرستی وزن ہموزن کو ناموزون کہا ورنہ کون فارسی دان ہوگا جو نہ جانتا ہوگا کہ ابہر بلاد ایران مین سی ایک شہر کا نام ہی ۵ صفحہ کی ۹ سطر مین منشی جی رقم فرماتی ہین ابہری را کہ مرزا اسد اللہ غالب لفظ نامانوس مینگارد فی الحقیقت نامانوس الیشان است ولاکن در ملک دکن وایران دران زمان چیزی را ضرور گفتہ باشند پہلی تو اس ظن کا لطف دیکہا چاہئی کہ اوس زمانی مین کسی چیز کو کہتی ہونگی پہر یہ تو دو شیر مارنیکا مقام ہی کہ در ملک دکن وایران الخ کوئی احمق ہوگا جو منشی جی کو احمق بتاتی گا کیا دکن اور ایران کی زبان ایک ہے پہر اسی صفحہ کی ۱۳ سطر مین لکہتی ہین پس از نگارش این سطور در غیاث اللغات نگریستم کہ ابہری بروزن احمدی منسوب بہ ابہر کہ شہریست قریب زنجان پہر اسی صفحہ کے ۱۵ سطر مین فرماتی ہین کہ مرزا اسد اللہ الغالب در آگرہ و دہلی بسر کرد زنجان و اصفہان کی دید کہ ابہر را مید ید یارب مگر معرفت اسماء بلاد اون بلاد کی دیکہنی پر موقوف ہی اس راہ سی معلوم ہوا کہ غیاث الدین رامپوری ہی موافق منشی جی کی عقیدی کی ابہر کو دیکہہ آیا ہی اگر کہینگے کہ کتب متداولہ مین دیکہکر لکہا ہی تو ہم کہتی ہین کہ حضور نہین کیا اون لکہنی والونہین جسکو پہلا ناقل کہئی وہ ابہر کو دیکہہ آیا ہو اسماء بلاد وجبال وعیون و آبار و قلاع وبحار مسموعات مین سی ہین سماعت کافی ہی مشاہدہ ضرور ہے نہین

نقب ٹہرایا اور منشی جی جو امیر خسرو کا دوسرا شعر ۵۳ صفحہ مین لکہتی ہین سے گر جد والاش
تر بہر کرم الخ یہان بہی والا مانند اعلی کی صفت ہی نہ تثنیہ اور اگر صفت افادہ معنی تثنیہ
کرتے ہو تو منشی سجے کو از روی والد ماجد ایک اور باپ والد حقیقی سے بڑا ہم پہنچانا ہوگا
اور یہ جو منشی سجے سنائی کا شعر ۵۴ صفحہ مین لکہکر کہتی ہین کہ غالب یہان بہی فرجد کی معنی
کرامت کہیگا مین کہتا ہون کہ فرجد بجیم مضموم بوزن ہرگل مخفف فرجود اور فرجود بمعنی
کرامت ہی بی شبہہ شک اگرچہ فقیر بسبب منشی جی کی غلط نویسی کی شعر کو درست نہین پڑہ
سکتا نقل کیئی دیتا ہون سے داشتہ فرجدش دہی روزی ؛ در سر این فضول دہقانے
پس اس شعر کی پیش مصرع مین اگر منشی جی فرجد بجیم مضموم پڑہتی ہین تو معارض کو ایک اور
دلیل اونکی حمق پر ہات آئی اور اگر فرجد کہتی ہین تو وہی جد امجد یعنی دادا پردادا اور یہ
جو فرماتے ہین کہ کرامت نام کنیز بود ہی ہی منشی جی بہول گیئی فراز کی بحث مین دیکہین
کہ حضرت گہر کا دروازہ بند کیئی بیٹہی تہی جب راجہ اندر کا اکہاڑا آسمان پر سی اگیا گہر مین
اوتر آیا تہا تو آپ نی اسی لونڈی کو فرمایا تہا کرامت جلد اوٹہہ اور دروازہ کہول سچ تو
یہ ہے کہ منشی سجے کا یہ کلام کتنا بلیغ ہی اسمین کیسا لطف ایہام ہی کرامت یعنی فلان نکروا
یہ بہی ہے اور دروازہ کہول یہ امر ہی ایہام یہ کہ بحذف حرف ندا کرامت کنیز کو پکارا ہی
خدا منشی جی کو سلامت رکہی ظرفا کے تو نور بصر اور راحت جان ہین کفانہ اور فکانہ
کی بحث مین کثرت امتلاسی منشی جی کا پیٹ اتنا پہولا کہ ساری جسم مین فقط پیٹ رہا اور
کچہہ نہین زندگی سے تہے جو مسعود کی شعر اور امیر خسرو کی شعر کی دو شدی خود اونکی نثر کے
ساتہہ جسکو رطوبت غلیظ کہا چاہئی اونکی منہہ کی رستی نکلے مادہ محتبس دفع ہوگیا ورنہ بڑی
قباحت ہوتی **لطیفہ ۱۴** صفحہ ۵۴ کی ۷ سطر مین منشی جی لکہتے ہین کہ ما ہم آفرین صید آفرین
حکیم محمد حسین دکنی تبریزی را میگوئیم و میگوئیم کیا خوب اردو اسکا یہی ہوا کہ ہم آفرین کہتا ہی
اور کہتا ہی لفظ ہندی لہجہ انگریزی اسی صفحہ مین نقال دکن کی پالی ہوئی گلہری جسکا نام

یعنے اجداد و در فارسی جمع نیا نویسند یعنی نیاگان پس یہ کلام مسکت اور قول فیصل ہے
نجم الدولہ کو آگی کچھہ لکھنا ضرور نہ تھا اور اگر کچھہ لکھا ہی تو بیجا نہین لکھا ہی منشی جی نے
صفحہ ۵۰ کی ۷ سطر سی صفحہ ۵۱ کے ۵ سطر تک برہان قاطع اور قاطع برہان کی عبارت لکے
ہی ہر چند حضرت **غالب کے** نگارش واجب التسلیم ہی باتفاق عقل و نقل لیکن منشی جے
سوچی کہ جب ہندی لوگ دادا کی باپ کو پردادا کہتی ہین تو فارسی مین چاہئی فرجد کہتی
ہون افسوس لکھکر اپنی اقوال لکھتی ہین سب کو کون نقل کری مگر ایک فقرہ بطریق مشتے
نمونہ خرواری لکھتا ہون یعنی منشی جی علم لغت مین خروار ہین اور یہ فقرہ مشہ ہی ہان
اگر مرزا اسد الغالب از روی اجتہاد زبان دانی بگمان خویش لفظ فر را عربی و لفظ جد را
فارسی قرار دادہ باشند جای خندیدنست فقیر **سیف الحق** کہتا ہی کہ اہل علم و عقل ارشاد
کرین کہ مولانا **غالب نے** فر کو عربی اور جد کو فارسی کہان قرار دیا ہی فقرہ اون کا اما
نگارشمین مرقوم اور سراسر عبارت اونکی تپ محرق کی ۱۵ صفحہ مین موجود ہی اوسمین سے
یہ مطلب نکلے تو مین گنہگار اور منشی جی رستگار اور یہ نہین تو منشی جی کا حسن ظن ہو گدا
ہے فحول علما مین سی اونکا حسن ظن کسیکو پسند نہ آئیگا اور یہہ جو منشی جی لکھتی ہین آن
بادشاہ سلطنت جد خود از پدر خود گرفتہ بود یہ سراسر خلاف قران السعدین اور منافی کتب
تواریخ ہی بعد سمجھنی مطالب قران السعدین کی اور دیکھنی کتب تواریخ کی ثابت ہو جائیگا کہ امیر خسرو
کا ممدوح تخت سلطنت دہلی پر اپنی دادا کی جگہہ بیٹھا تھا اور اوسکا باپ بلاد شرقیہ مین جداگانہ
سلطنت کرتا تھا اور یہ جو منشی لکھتی ہین کہ فرہنگ رشیدی والی نی فرجد بمعنی جد اعلے
لکھا ہی ہم کہتی ہین کہ یہ صفت ہی جد کی جیسے والد ماجد ایسا جد امجد خیر فارسی مین جد امجد
کے جگہہ فرجد لکھا حاشا کہ فرجد سی پردادا مراد ہو جیسی جد کی صفت امجد ویسا ہی اسے علے
نہ امجد مین تثنیہ ہی نہ اعلی مین اور یہ جو فقہا پردادا کو جد اعلی لکھتی ہین از روی مجاز ہے
حسب عربی اور فارسی مین پردادا کا کوئی اسم خاص نیا یا تب اوسکا جد اعلی اور مورث اعلے

بزبان خویش از بہر آن اسمی تراشیدند پس از آن کہ این قاعدہ را روا داشتہ باشیم بپرسیم
کہ از شش اسم صحیح کدام است جانتا ہون کہ منشی صاحب تو کیا خاک سمجھینگے مگر اہل علم کو آگاہ
کرتا ہون کہ روا داشتہ باشیم تو فرضا کی محل پر ہی اور یہ حریف کی الزام کی تاکید کی واسطے کہا
جاتا ہی سخت احمق ہی وہ شخص جو ایمن سی معنی تسلیم کی لیتی کا قصد کری فایدہ دوم
سکے عبارت جسکا منشی جی حوالہ دیتی ہین وہ یہ ہی جینود بہ اعراب مجہول بمعنی پل صراط ہیچ
لفظ آفرینی این گروہ بی شکوہ ست معنی اسکے یہ ہین کہ جینود اصطلاح پر کہ جسکی لفظونکی
اعراب معلوم نہین گھڑا ہوا اور بنایا ہوا اس گروہ بی شکوہ کا ہی اس گروہ کی ضمیر پارسیونکی
طرف راجع ہے پہر حضرت غالب لکہتی ہین کہ مولانا ہرمزد ثم عبد الصمد این راز با من
میگفت و بر فریب و نیرنگ پارسیان میخندید و نگارندہ دبستان مذاہب را یکی از انیان
میدانست معنی اسکی یہ ہین کہ عبد الصمد یہ بہید مجہسی کہتا تہا اور پارسیونکی مکاری پر ہنستا تہا
اور دبستان مذاہب کی مصنف کو منجملہ ان لوگونکی جانتا تہا اب اہل علم و فرہنگ خوض کرین
کہ ان دونون عبارتونمین سی یہ بات کہان نکلتی ہی کہ عبد الصمد نی اسد اللہ خان کو
سمجہایا کہ جینود بمعنی پل صراط ہی اور خان عالیشان نی مان لیا الفاظ مین سی طریقہ
استنباط معنے کا تو منشی جی کا آستاد یعنی وہ دکنی بہی نہین جانتا تہا بہلا اتنا تو سمجہے ہوتے کہ
اُستاد شاگرد کو لفظ بتاتی اور اعراب چہپا رکہی لاحول ولا قوۃ الا باللہ لطیفہ ۱۲
اب منشی جی زن حائضہ اور الف نون حالیہ کی پیچہی پڑے ہین فقیر اسکا جواب لطیفہ
سابقہ مین لکہ چکا ہے فرجد کی بحث مین کلام کیا جاتا ہی اور یہ بحث محرق کے
۱۵ صفحہ مین موجود ہی ابتدای کلام اس مبحث مین سیاح کیطرف سی یہ ہی منشی
جی کا مطاع برہان قاطع مین لکہتا ہی فرجد بوزن امجد پدر جد را گویند کہ پدر سیوم است
خواہ مادری باشد خواہ پدری حضرت غالب قاطع برہان مین رقم کرتے ہین در
عربی و فارسی از بہر پدر جد اسمی خاص معین نیست در عربی آنرو تراز جد صیغہ جمع نویسند

امور دینی مین مجتہدین کے قیاسات مین تامل رہتی ہین حال آنکہ وہ منقولات کا مقولہ ہی اور نقل کا مدار مجتہد وکلی قیاس کی مان لینی پر ٹھہرا ہی عقلا امور معقول مین اپنی تعقل کو کیون دخل نہ دین اور اپنی عقل وقیاس کو کیون بیکار چھوڑ دین تفصیلین حق ہین ہین ہم کیونکر نقائص متعددہ کو حق نا ہین مان اگر زردشت یومین سی کسینے فرہنگ لغات فارسی لکھی ہوتی یا ساسان پنجم سینے کوئی مجموعہ فراہم کیا ہوتا یا متاخرین مین آذر کیوان کی کوئی تحریر موجود ہوتی اور ہم اوسکو نہ مانتی اور وہان اپنی قیاس کو دوڑاتی تو عقل کے فتوی کی موافق کافر ہو جاتی کیا مزی کی بات ہی رودگی و فردوسی و عسجدی و دقیقے سے لیکر مولوی عبد الرحمن جامی تک کہ وہ منتہی المقدمین اور صاحب تصنیفات کثیرہ ہی اور پہر ظہوری و نظیری اور اونکے نظایر سے لیکر شیخ محمد علی حزین منتہی المتاخرین تک نہ کسینے کوئی فرہنگ لکھی نہ کسی نی کوئے قواعد فارسی کا رسالہ تصنیف کیا اہل ہند نی تین تین سو چار چار سو برس سی شغل فرہنگ نویسی اختیار کیا نہ زبان دان نہ سخنور اشعار شعرا کو ماخذ ٹہراکر مطابق اپنی قیاس کی اسناد کرنی لگی قیاس کمتر مطابق واقع بیشتر غلط مبلغ علم متفاوت افہام مختلف قیاس اور نقل اوپر تقلید پر مدار بی اصل دعوی کی حقیقت پر اصرار محقق کو حق بولنی کی وہ سزا ملتی ہی جو منصور کو انا الحق بولنی پر تعزیر ہوئی تہی قصہ مختصر مولانا غالب تو یہ پوچھتی ہین کہ ان اسمای ستیہ مین سی پل صراط کا کونسا اسم صحیح ہے اور یہ جو منشی ہنسی ۷۴ صفحہ کی ۱۵ سطر اور ۱۶ سطر مین لکھتا ہے یک لغت چنیود بجیم فارسی و تحتانی و نون و واو و دال بی نقطہ کہ در زبان ژند و پاژند نیز دران کتاب بود و بدانست مرزا اسد اللہ الغالب نیز درست بود از اینہا ن نمود اور پہر ۹ سطر مین رقم کرتا ہی کہ در فائدہ دوم بحوالہ قول ہرمزدم عبد الصمد آموزگار خویش کہ اشفاقی و الطافی داشت از روی فخر نگاشت کہ چنیود بہ اعراب مجہول بمعنی پل صراط است فقیر سیف الحق پہلی ہزار بار آیہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑہتا ہی اور پہر مولانا غالب کے تنبیہ کرتا ہی اگر گفتہ آید کہ چون پارسیان کیش عرب گزیدند و نام صراط شنیدند

یہہ سب سلطنت محمود غزنوی مین دہ ماتہ رابعہ ہجریہ شروع ہوگیا تہا بزوی کار آئی کتب عربیہ
سی آداب شعر و عروض و قافیہ و میزان بحور اخذ کر کی زبان پارسی مین شعر کہنا اختیار کیا
وہ الفاظ مستحدث اکثر درج منظومات کرتی رہی چونکہ اون لغات کی واضع بطرف فرہنگ
لکہنے کی متوجہ ہوئی تہی جیسا جسنے سنا ویسا لکہدیا جیسا جسنے لکہا ہوا دیکہا ویسا سمجہہ لیا
الفاظ حقیقی فارسی قدیم مین بہی بحسب ضرورت یا ازراہ اظہار قدرت لفظاً و معنیاً تصرف
کیا جیسا کہ خاور بمعنی مغرب باختر بمعنی مشرق لکہا پہر شعرای عہد محمود غزنوی کی بعد بدعتین
اوتہہی گیئن اور الفاظ غریبہ موضوعہ ترک ہوتی گیئے یہان تک کہ جنبہ و جنیور فردوسی
و اسدی یا شاذ نادر اور شعرا کی کلام مین ایک آدہ جگہہ کی سوا کہین پایا نہین جاتا اور یہ جو
متاخرین مین فرزانہ بہرام وغیرہ تلامذہ آور کیوان نی اپنی نظم مین ان الفاظ کا استعمال
باصراط کا ذکر لکہا ہی یہ لوگ تو واضعین لغات کی اخلاف و اعقاب مین سی اور اپنی
اوسی عقیدہ زردشتیہ پر ثابت قدم تہے کیون نہ لکہتی کلام اُن علمای عجم مین ہے جو غلمای
اہل اسلام مین سے تہی اونہونی باختر اور خاور کا اضداد دین سی ہونا متروک اور لغات
موضوعہ حادث کا استعمال بالکل ترک کیا خاقانی اور ناصر خسرو علوی کی نظم مین کراسہ اور
پیچا کہین کہین نظر آتا ہی بعد انکی یہ لغات بالکل متروک ہوگیئی نظامی و سعدی و جامی اور
اونکی مابعد مجموع ناظمین اور ناثرین نی اسطرف منہہ نکیا رہی یہ فرہنگ لکہنی والے
نہ انکی پاس کوئی ماخذ نہ انکی ہات مین کوئی میزان اشعار قدما مین لغات دیکہہ دیکہہ کر
موافق محل و مقام وہ بہی محض ازروی قیاس معنی لکہتی گئی تین سو برسمین یعنی خلیفہ
ثالث کی عہد سی محمود غزنوی کے وقت تک نقل در نقل ہونی مین کیا کیا تصحیف و
تحریف واقع ہوگئی ہوگی اوس سی بڑہکر چہہ سو سات برسمین کیا صورت ہوگئی ہوگی فرہنگ
جہانگیری اور مثل اوسکی اور فرہنگین جنکی نام چُن چُن کر پوچہہ پوچہہ کر منشی **سعادت علی**
نے تیغ محرق مین لکہی ہین اونمین خبط در خبط و غلط در غلط کے سوا حسن تحقیق کہان محققین

کواکب بن جائینگے ظاہراً ہنود کے دہرم مین اور پارسیونکی کیش مین معاد کا
ہم نہج پر ہے تفاوت اگر ہی تو کمتر ہے منشی جے ان دقایق کو کیا جانین رو
علم وعقل سے طرف ہی دساتیر کے ۱۴ صحیفہ ہین کہ باوقات مختلفہ ۱۴ پیمبران پار
ہوئی ہین اونہین سی ساتوان یا اٹھوان صحیفہ زردشت پر نازل ہوا ہی اور عقید
یہہ ہی کہ کلام خدا اہل زمین کی زبان مین نہین ہوتا وہ آسمانی زبان ہی السنہ معتد
الگ ساسان پنجم کہ وہ اپنی کو خاتم پیمبران پارس ظاہر کرتا ہی اون صحیفونکا زبان
مترجم ہوا ہی نماز کے ارکان اور حبس نفس جو اونکی مذہب مین گزیدہ ترین عبادا
اوسکی قواعد کواکب ہفتگانہ کی پرستش کے رسوم باہم معاش کی قوانین میراث کی
ثواب وعقاب اخروی کی اخبار مفصل اور مشرح مضبوط اور مرقوم ہین فشار قبر اور پرسش
اور حشر اجساد اور میزان اور نامہ اعمال اور عبور پل کا کہین ذکر نہین صحیفہ موسومہ ز
یہہ ان نقوش سی سادہ ہی ہان بہشت ودوزخ کا ذکر ہی لیکن نہ اسطرح جیس
اہل اسلام مین ہی بلکہ لذایذ روحانی کو بہشت اور آلام روحانی کو دوزخ کہتی ہین ج
صحایف مین جو زردشت سی پہلی نازل ہوئی ہین اور زردشت کی صحیفے مین بہی پل کا
تو ژند مین کہ وہ ے صحیفونسی متاخر اور خود اٹھوان معہذا اور صحیفونسے مطالو
ژنیود اور پژند کہانسی آگیا پارس کی منافقون نی بعد استیلای عرب کیش اسلا
مذہب اختیار کیا زردشت کی عظمت کی اظہار مین معراج اور نظارہ خلد وسقر مع ا
جیسا عظمای اسلام سی سنا ہر شی کا ایک اسم وضع کرلیا اپنی اور گرا سہ اور ژنیود چنیود یہ
سوا ہی نماز کی گہڑے ہوئی ہین اور یہ صنعت عرب وعجم کی اختلاط کی تہوری دنون
بروی کار آئی چنانچہ خلیفہ ثانی کی خلافت مین ایک پارسی کی فتنہ انگیزی کتب س
مین مندرج ہی اب یہان غور کرنی چاہیئی کہ شعر فارسی کا چرچا مائۃ ثالثہ ہجریہ مین ہوا ہی
رودگی مداح امیر اسمعیل سامانی نے اوسی سنہ ۳۰۰ مین تہا عسجدی وعنصری ودقیقی وفردو

جم کو عزرائیل سمجھا دہر کو دانت کیونکر قرار دین اسکا بارے منشی جی نے جواب دیا جیسا کہ ۴۴ صفحہ
کی ۱۵ اور ۱ سطر مین لکھتے ہین ازین رو باور دارم کہ صاحب برہان قاطع این نوشتہ باشد کہ بہمنے
دہار عزرائیل گویند مردمان از تصحیف و تحریف دندان عزرائیل خوانند و نوشتند سیف الحق
غالب علیہ کہتا ہی کہ منشی جے تمہاری بہولے پن کی صدقے جاؤن دہار اور دندان مین تصحیف
نہ تجنیس کہان دہار کہان دندان معہذا یہہ سمجھو کہ صاحب برہان قاطع نے دہار عزرائیل لکھا
ہوگا یا نہین تو وہ بیچارہ الٹو بیچا تنگا دہار بہیئت ہندی ہی اور عزرائیل لغت سریانی یا عربی ہی مضاف
اور مضاف الیہ کیونکر جائز ہونگے ہم کہتی ہین کہ یہ ہی جائز سہی بہلا عزرائیل کے دہار کی کیا یعنی
عزرائیل ندی نہین نالا نہین چہری نہین استرہ نہین کہ اوسکی واسطے دہار ثابت کیجائے
دکنی صاحب نے دہار عزرائیل نہ لکہنگی یہ تمہارا سوء ظن ہے بہ نسبت اونکی اونہون نے اگر لکہا
ہوگا تو دہار بجای عزرائیل لکہا ہوگا منشی جے کی پریشان گوئی اور بیہودہ سنجی مین خان
غالب کا مدعا فوت ہوا جاتا ہی وہ تو برہان قاطع کی معتقدین سے پوچہتی ہین کہ ہم جمدہر کو
جنب دہر کہین یا دندان عزرائیل سے کوئی اسکا جواب دو صاحب جو سائل ہو نکا ثواب لو صاحب
سائل کو بصیغہ جمع بنائے اس واسطے لکہا ہی کہ مین بہی اس سوال مین حضرت غالب کا ہمزبان
ہون بلکہ ایک اور بات پوچہتا ہون کہ برہان قاطع مجموعہ ہی لغات فارسی و عربی کا اوسمین
ہندی الاصل لغت کی اندراج کی کیا وجہ لطیفہ ۱۱ منشی جی ۴۴ صفحہ مین پل صراط کی
بحث مین لغزشہای پی در پی کی سبب پل کی ادہر جا رہی خدا کرے بہشت مین گری ہون
دعا دینے کی لیے کہا جاتا ہی کہ نجم الدولہ نے قاطع برہان مطبوعہ کی ۱۳ صفحہ مین جو اسکا ذکر لکہا ہے
تو یہ لکہا ہی کہ اہل اسلام کی سوا کسی اور مذہب و ملت مین پل صراط کا ہونا ثابت نہین جیسا کہ عیسائیون
اور موسائیون اور ہنود مین کہین عالم آخرت مین پل کی وجود کا پتا نہین ہر فریق مین معاد کی
صورت جدا گانہ ہی پارسیون کی کیش مین تناسخ بشتر ہے بحسب درجات خیر و شر نیکوکار گل و گلزار اچھی
صورت پائینگے اور بدکارونکو بری صورت ملیگی نفوس کاملہ آواگون سے چہوٹ جائینگے

بدستور ملعون و ملعون رہا کہان وہ پرندہ جسکی فارسی تذرو اور ہندی تیتر ہی کہان وہ کیڑا جو حمام مین پیدا ہوتا ہی حقیقت یہہ ہی کہ منشی اعتراض کی حقیقت کو زنہار نہین سمجھا اسکا کلام مجذوب کی سی بڑ ہی تذرو اور تذرہ کی ابدلی فاصلہ ۴۴ صفحہ کی ۵ سطر مین تومن کا ذکر کرنی انکا اگر آدمی ہوتا تو حضرت غالب کے تحریر کو دیکھکر اس بحث کی جواب کا عزم کرتا مگر چونکہ جیسا ہی ویسا ہی تحریر سی باز نہین رہا ہے اور علی الاتصال تاتار کی بحث مین بیہودہ لکھا ہی ۴۲ صفحہ سی ۵۹ صفحہ تک اہمال در اہمال ہے لطیفہ تو صاحب ۵۹ صفحہ مین جمدہر کی بحث شروع ہوئی ابے کیا منشی جی بانک کی بات کیسی نکالتی ہین بانک کے بات کیا نانک انکا الیفکی منشی جی تو صاحب تپ لرزہ مین اور آج ہی دن بحران کا اور آج بحران بہت شدید ہی گھبرا رہی ہین دیکھو اوس کی گہر کے لوگون نے ۴۱ صفحہ کی حاشیہ پر کٹار کی اور نکل ہے کے تصویرین کھینچی ہین اور اون کو بہلا رہی ہین اور وہ ہذیان بک رہی ہین زبان کو افاقت ہو جاوی تو عرض کرون کہ حضرت ۴۴ صفحہ کی ساتوین سطر سی ۴۴ صفحہ کی ۵ سطر تک کیا کلمات ہمینی ہین جو آپ کی زبان مبارک سی نکلی ہین استناد و استدلال ببازیچہ اطفال یہ کیا قیل و قال ہی اسکو تمسخر کہون یا مسخرہ پن کہون یعنی اگر تمسخر کہون تو منشی جی نے نشو ہے نہین پڑہی جو وہ جانین کہ یہ بات تمسخر کا ہی غایت ما فی الباب یہ کہ شاذ اور نادر ہی ۔۔۔ قابل نہ قول تو یہ ہی کہ جمدہر جو بجیم و میم و دال و ہا ہی مختصر و را ہی ہملہ حربہ مختصر ۔۔۔ ہندی ۔۔۔ علاوہ ہی کٹار کی وہ صورت ہی جو مرقوم کی ۴۱ صفحہ کی ۷ سطر کے برابر حاشیہ پر ۔۔۔ تصویر کھینچی ہوئی ہی اور جمدہر ایک قبضہ دار ہتیار ہی خنجر ہے کے مانند ہان خنجر کی اور اوسکی ۔۔۔ کچہ فرق ہی ۔۔۔ جمدہر اور کٹار کے صورت کا اتحاد غلط ہی ان دونون ۔۔۔ نہین اس سی ۔۔۔ سائل کا جو سوال ہی اوسکا جواب کہان جامع برہان قاطع ۔۔۔ جس کو دیکھکر ۔۔۔ بہادر ہی یعنی پہاو کا پہاڑنی والا ۔۔۔ دونون کو ترکیب دیکر ایک شی کا ۔۔۔ عزرائیل کا سہنے

آئی ہین یہان اتنی ہی پرسش ہی کہ اسد اللہ غالب کہ رہبری چنین میکند بہ کہ رہبری کہان کی ہوئی سیف الحق
وہ کنندہ نازاش تیری سوال مختصر کو کیا سمجہیگا واضح کہہ اور کہول کر کہا حضرت منشی صاحب
بہ کدام رہبری کی جگہہ ہے کہ رہبری موافق کس فرہنگ کی ہی مگر ہالت فرہنگ نگاران پریشان مقال
نے کئی قسم کی فارسی زبانین قرار دی ہین اونمین ایک قسم کا نام سغدی ہی چونکہ سغدی زبانین
بہی کدام کی محل پر نزاکت نہین لاتی ہمنی منشی جی کی فارسی کو چغدی ٹہرایا عقلا سمجہہ گئی ہونگی
کہ ہمنی اونکو کیا بنایا صاحبان بصیرت سی التماس ہی کہ محرق ۲۴ صفحہ سی ۲۷ سطر تک ملاحظہ
فرمائین او منشی جی کی چغدی فارسی کا خط اوٹہائین برسان اور بریروشان کی بحث مین کلام
کرنا سفاہت اور حماقت ہی ۷ این است جوابش کہ جوابش ندہم لطیفہ ۹ بسمل کے
بحث جو ۲۸ صفحہ کی ۱۴ سطر سی شروع ہوئی ہی اوس نگارش کو جو دانشمند سراسر دیکہیگا بہت
خوش ہوگا نجم الدولہ بہادر غالب کے عبارت منشی جے نی سراسر لکہی ہی سبحان اللہ کتنی بلیغ اور
باوجود بلاغت کی کسقدر ظرافت آمیز و ذوق انگیز ہے پہر ۲۹ صفحہ کی ۱۵ سطر سی ۳۰ صفحہ کی ۱۲ سطر
تک منشی جے کی چغدی زبان کی تقریر بہ پیرایہ تحریر لایق دیکہنی کی ہی بالجملہ حضرت غالب
فرماتی ہین ذبح از برای جاندار انست نہ از برای اشیا منشی جی ثابت کرتی ہین اشیا کی واسطے
حکم ذبح اور ان دو آیتون کو اپنی ادعای بیجے کا برہان قاطع قرار دیتی ہین وجعلنا من الماء
کل شی حی وان اللہ علی کل شی قدیر واقعی کلام الٰہی برہان قاطع ہی مگر قاطع ہی کفر کا قاطع ہی
کذب کا قاطع ہی کافر کی عنق کا قاطع ہی کاذب کی انف کا جعلنا من الماء کل شی حی وان اللہ
علے کل شی قدیر ان دونون آیتون مین سی شی کا تحت حکم ذبح آنا کہان ثابت ہوتا ہی قصہ مختصر
دکنی کا وہ کلمہ کہ ہر چیز کہ انرا ذبح کردہ باشند غلط محض و محض غلط ہی یہ کلام قابل طعن اور اس
کلام کا متکلم اور اوسکا معاون سزاوار لعن تندو بدال بی نقطہ و تندو بدال نقطہ دار کی بحث مین تو
فیل مگلو سی و کنے کا چرکنا ہی یہی کہتا ہی کہ کرم حمام کو کہتی ہین یہہ تو قول ضارب سیف قاطع کا ہی
پس منشی بیچارہ مجیب کیا خاک ہوا جامع برہان قاطع جو تیر سیکے نام تندو اور تندہ لکہتا ہی وہ تو

رسلیے قواعد فارسی نے کے جو چھپا پا ہوئی ہین اُنمین کوئی رسالہ ایسا نہین جسمین الف نون حالیہ
کا ذکر ہو اس سے بڑھکر یہ بات کہ الف نون کو علامت فاعلیت جانتا ہی اور نہین جانتا کہ مجرد
الف فاعل کا ہی اور الف نون حالیہ ہی رخشا چمکنے والا رخشان چمکتا ہوا رَوا چلنے والا روان
چلتا ہوا اسکی نظایر اگر کوئی ڈہونڈے تو دس ہزار سے کم نملینگے ہان اسما کے جامدہ فارسی مین الف
نون جمع کا ضرور آتا ہی جیسے درختان و اسپان منشی جی نے بطریق قیاس مع الفارق صیغہ کے
امر کے بعد سے کے الف نون کو بھی کہ وہ دراصل حالیہ ہے جمع کا الف نون سمجھ لیا ہی یارب میرے
کن اعمال بد کے مکافات ہی جو مجکو ایسے عجب المخلوقات سے پالا پڑا ہی مقدمات علمی مین منشی جی کا
دخل بعینہ ایسا ہی جیسا مسموعات مین بندر کا شطرنج کہیلنا اور مشاہدات مین بندریا کا ناچنا
فرماتے ہین کہ نبایدن بفتح بای موحدہ و تای قرشت بہ الف کشیدہ و ہمزہ بہ تحتانی رسانیدہ بمعنے
گزاشتن است فقیر سیاح کہتا ہی کہ منشی جی جو نجم الدولہ بہادر کی مجیب بنے ہین تو جواب مطابق
سوال چاہیے سایل کا اس محل مین کلام یہ ہی کہ چون پدید آمد کہ این عامی اعجمی مصادر را بے شمول
بای زایدہ نمینویسد چگونہ دانیم کہ بای موحدہ در نبابیدن اصلیست یا زاید و نبا کہ صیغہ امر ست
ازین مصدر نیز مشتبہ ماند کہ نباست یا ہمان تا دریتجا مراد ما آنست کہ نبائیدن در فارسی بدین
نیامدہ ست اعتراض بر طرز گزارش است ورنہ در نبایدن بای موحدہ اصلیست جب حضرت
غالب لکہ آے کہ در نبائیدن بای موحدہ اصلیست پہر منشی جی کی مجموع ارشادات بے محل ہوئے
یا نہین نبائیدن کی بای موحدہ کی اصلی ہونے سے پیمودن کی مضارع کی ماقبل موحدہ کی آنے سے
کیونکر لازم آیا کہ پیمودن اور پیمائیدن دراصل بپیمودن اور بپیمائیدن تھا للہ کوئی میرے
خاطر نشان کردو کہ وہ فقرہ منشی جی کا جو اوپر لکھ آیا ہون اس عبارت بلیغ غالب کا جواب
کسطرح ہوسکتا ہی آگے بڑھکر منشی جی تال سم سب بہول گئے اور کچھ اور ہی راگ گانے لگے۔
قطعہ ... العہد عالیہ کہ سیری بای موحدہ اصلی پیمائیدن و پیمودن را زایدہ انگاشتند
السا ... ہی کہ اطفال مکتب نشین بہی جانتے ہونگی چہ مدعا ہم اوپر لکھہ

عبارت کی نقل کو بھی پھاڑ کرسے اہل انشا ایسا مسخر کیوں کرینگی خلاصہ یہہ کہ منشی جے پیر پشمدن اور پیپا یدن اور پسودن کی ماقبل جو موحدہ ہی اسکو جزو کلمہ کہتی ہین اور یہ منشی جی کی اوچھل کود مرزا صاحب کی اس عبارت پر ہی پپا ہی صیغہ امر ست از پاپیدن بہ اضافہ بای زایدہ ہمہ کس داند کہ بای زایدہ از اجزای اصلی صیغہ امر نیست چونکہ یہہ کلمات منشی جی نی مع جوابات ۲۳ صفحہ سی ۲۶ صفحہ تک تپ محرق مین لکھی ہین ہم نی مکرر لکھنی کو باعث صداع ناظرین سمجھکر جواب الجواب پر قناعت کی مختصر مفید منشی پاگل کہتا ہی کہ بسودن بمعنے لمس و مساس ہی اور اوسمین بای موحدہ جزو کلمہ ہے جیسا کہ لکھا ہی تا کجا انگارم واز کہ گویم کہ در بپسودن و بپیاویدن بای موحدہ زایدہ نیست بل جز لفظ ست ای اہل بزم کوئی تو بولو خدا لگی یہ از کہ گویم کس ملک کے فارسی ہی بہ کہ گویم و با کہ گویم چاہئی اس سی بڑھ کر بل جز لفظ ست کی کیا معنی جزو لفظ مع واو لکھنا چاہئی تھا جز بی واو جب لفظ کی پہلی آیا تو سوا کی معنی دیگا ہندی اوسکی یہہ ہوگی کہ بای موحدہ سوای لفظ کی ہی اور یہہ اقرار ہی موحدہ کے زاید ہونیکا سبحان اللہ کلمہ حق کی کیا شوکت اور جلالت ہی کہ منکر کے قلم پر بھی جاری ہوگیا ناسیہ روی شود ہر کہ دران غش باشد اور یہہ جو شعرا کی وہ شعر کہ جسمین صیغہ ہای مضارع بہ اضافہ بای زایدہ مرقوم ہین سند لایا ہی یہہ اشعار جب لکھی ہوتی کہ خان غالب صیغہ مضارع کے ماقبل موحدہ کی آنیکی مانع ہوتی صیغہ مضارع مع موحدہ یہہ نہین چاہتا کہ یہہ حرف زایدہ اصلی ہوگیا ہو اور مصدر مین بھی اسکے اصلیت سرایت کرگئی ہو بردو و بنماید و بگوید سی یہہ کب ہوتا ہے کہ مصدر بردن و نمودن و گفتن ہو بپسودن کو اسم فاعل اور الف نون کو علامت فاعلیت لکھتا ہی صاحبو خان غالب یہان کیا کری مگر یہہ کہ تمسی داد چاہی موحدہ کو دور کرکے بھی دیکھو تو پسودان صیغہ فاعل نہین ہوسکتا اور یہہ الف نون حالیہ بھی نہین قرار پاتا حضرت غالب نے تنگ آکر دیوان قاف کی زبان کا لفظ ٹھہرایا اسی ضمن مین کہا جاتا ہی کہ منشی منے الف و نون حالیہ کی وجود کا معترف نہین ہمار عجم اور اوسکی بعد فی زماننا جو چھوٹے چھوٹے

مشرق است و باختر بمعنے مغرب و قول دکنی مردود عطیہ شمسہ اسکا بیان محرق قاطع برہان کی ۱۲ صفحہ سی ۲۴ صفحہ تک ہے اور اس لطیفہ مین مزہ ہا ہی غیر مکرر ہین منشی جی کی ناظرین پر بڑی عنایت ہے کے نظر ہی کہ مرزا صاحب کے عبارت ۱۲ صفحہ مین یہ استیفا لکھکر اپنی ارشادات لکھی ہین پہلی مرزا صاحب پر ہنستی ہین کہ یہ بوالہوس کو بی واو لکھتی ہین فرہنگ جہانگیری مین تو دیکھین کہ کیا مرقوم ہی اگر فرہنگ جہانگیری مین بی واو لکھا ہو تو فرہنگ جہانگیری والا منشی جی کا بڑا مطاع ہی خود غور کرین کہ یہ اعتراض کہان پہنچا ہی منشی جی اس کتب خاص کے باب مین مرزا صاحب کو جسقدر ملامت کرینگی وہ سراسر جامع فرہنگ جہانگیری کیطرف عاید ہوگی اور جواب ہی اوسکے ذمی ہوگا پہر نظیری زمانہ غالب کے نگاہ سی اولجہتی ہین کہ تو نی سیرابی بیان کیون لکھا سیرابی حیات وحیوان و انسان کی واسطے ہی نہ بیان کی واسطے منشی جی فن استعارہ سی آگاہ نہین ہین جو چاہین سو کہین اسکی نظایر ہزار ہین منشی جی کو مقدمات کی مثلین فراہم کرنی سی اور مستغیثو کی عرایض پر حکم چہڑانی سے فرصت کہان ملی ہوگی کہ کتب کے سیر کی ہوگی شگفتگی جبین کی اور زمین شعر کی صفت پڑتی ہی حالانکہ نہ جبین پہول ہی نہ شعر کی زمین منشی جی ہمین اپنی ایمان کے قسم شاعر کو رنگین بیان کہین لکھا دیکہا ہی تو اوسکو جایز رکہا ہی یا نہین پس اگر رنگینی بیان جایز ہی تو سیرابی بہی جایز ہی بقول ہماری بیان نہ سبزہ ہی نہ جانور نہ آدمی پہر سیراب کیونکر ہوا اسطرح بیان پہول ہی نہ رنگا ہوا کپڑا پہر رنگین کیونکر ہوا بیان کی خوبی کی صفت ہی رنگینی ہی اور سیرابی بہی اغلب ہی کہ حضرت غالب مغضوب الغضب ہین دکنی کی ایسی ہی پریشان بیانون غصہ آگیا ہی تب اوسکی تحقیق مین کلمات سخت کہی ہین فقیر حلم و بردباری قہر درویش بجان درویش پر عمل کرکے جواب لکہی جاتا ہی سیرابی بیان کی ناجایز ہونی کا تو مجہی جواب بہی لکہنا ضرور نہ تہا کون پڑہا لکہا آدمی ہوگا کہ محرق کی ۲۳ صفحہ کو پڑہ کر منشی جی کی بیسمجہانی اور آشفتہ بیانی کا معترف نہوگا یقین ہی کہ مرزا صاحب ان عبارتون کو دیکہکر عرفی کا یہ شعر پڑہتی ہونگے

زمن شدہ نا منفعلے + کہ گر ش ہجو کنم این بود ش مدح عظیم + منشی جی کے

تو ہم جانین منشی جی اگر خاوران کو کہینگے کہ کوئی شہر مغرب مین ہوگا ہم کہتی ہین احتمال کیے کیا معنی بلد غربیہ کو خاوران نہ کہینگے دلیل اسکی یہ کہ انوری اس قصیدہ مین اوپر اپنا نام لکہا ہے آمدہ منسوب انوری ہی اور انوری کا وطن خاوران ہی خاوران کو خاور بہی کہتی ہین چنانچہ ابتدا مین خاوری تخلص کرتا تہا پہر بدل کر انوری تخلص کہا دوستون نی پوچہا کہ تخلص کیون بدلا انوری نی کہا کہ خاوری مین یہ ابہام نکلتا ہی کہ خی اور ری ان دونون حرفون کا معنی خر ہی اسلئی مین نی تخلص بدلا غرض کہ انوری کا شعر مثبت ہی مرزا صاحب کی کلام کا اور مبطل ہی منشی جی کے ادعا کا ~ چو خورشید سر بر زد از باختر × سیاہی نجاور فرو برد سر × چو بر زد درفشنه از باختر × دواج سیہ سفید استر × چو مہر آورد سوی خاور گریغ × ہم از باختر بر زند بار تیغ × ان تینون شعرونمین خاور سی مغرب مراد ہی اور باختر سی مراد مشرق ہی یعنی اسکو اصطلاح سے ہاتا کر دوس زمانی تک یعنی سلطان محمود غزنوی کی وقت کے شعرا یون ہی لکہتی تہے بعد اوسکی حکیم سنائی غزنوی و ناصر خسرو علوی و خاقانی و انوری اور انکی معاصرین اور آگی چلکر مولوی روم و سعدی و نظامی وغیرہم انکی کلام مین کہین یہ ڈہنگ نہین پایا جاتا اور جنکی مین نی نام لئی ہین اگرچہ شعرای سلطنت سلطان محمود سی متاخرین لیکن علم و فضل مین اونکی ہمسر ہین انہون نی یہ دستور جایز نرکہا فی الجملہ یہ مقام تامل طلب ہے بشرطیکہ متامل منصف ہی ہو فارسی قدیم نہا منحصر بہ عربی جو پیش از اجتماع عرب و عجم ایران مین مروج تہی اوسمین خاور کا معنے مشرق اور باختر کا معنے مغرب تہا ساسان پنجم نی دساتیر مین کئی جگہہ خاور بمعنی مشرق و باختر بمعنی مغرب لکہا ہی جب فارسی بحت لسان عرب سی مختلط ہوکر ایک نیا اردو بنا اور اکابر عرب و عجم نی اوس اردو زبان مین شعر کہنا اختیار کیا پہلی پہل دو تین صاحبون نی مشرق و مغرب و خاور و باختر کو مخلوط کر دیا نہ بہت دیر بلکہ چند روز کی بعد اونہی پایہ کی اشخاص کی رای مین یہ آیا کہ کون قرینہ ڈہونڈہا کری اور کیون ان دو لفظونکو پہیرا کرائین بدعت کو اوٹہا دیا اور معنی حقیقی اصلی کا استعمال رکہا صدق یاسمی اسد الغالب خاور بمعنی

کہ ایا سیلح مشرق سی بہاگ کر مغرب کو گیا یا بالعکس منشی سعادت علی صاحب نے
بڑا غضب کیا کہ خاور اور باختر کو ایک کر دیا مین جو سیاح ہون اگر کسی سی فارسی مین کہونگا
کہ در اقصای ملک خاور شہری دیدم سُنّی والا کس قرینی سی سمجہیگا کہ وہ شہر انتہای مشرق
مین ہے یا انتہای مغرب مین مگر جبسی پوچہیگا تو ناچار مجکو مشرق کہنا پڑیگا اور فارسی
کا ترجمہ عربی مین کرنا ہوگا یہ ہی گفتگوی زبانی مین اگر مثلاً مین کسی دوست کو خط مین
لکہونگا کہ در ملک باختر برمن این مصیبت گزشت یا در ملک باختر این قاعدہ و رسم دیدم
مکتوب الیہ کیا جانیگا کہ کاتب خط کو مشرق مقصودہی یا مغرب اب جب وہ پہر خط لکہی
اور مین باختر کا ترجمہ لکہہ بہیجون تب جہگڑا چکی مرزا صاحب نی کس عبارت بلیغ سے
اس مقدمہ کو لکہا ہی کوئی نہ سمجہی تو اوسکی فہم کا قصور ہے منشی جے جو آیات کلام الٰہے
الفاظ متضادہ کی وجود کی سند لائی ہین الکا ہر گز موقع و محل نہین ہی آیا حضرت
سمجہے نہین کہ آفتاب و سونا اور انکہہ اور چشمہ ضد ہمدگر نہین ہین صفت نور وضیا آفتاب
اور سونی اور انکہہ مین مشترک ہی اور روانی چشمہ و آفتاب مین عین کا لفظ اضداد مین سی
جب ہوتا کہ تقابل و تضاد پایا جاتا عین لفظ کثیر المعنی ہے لفظ کثیر المعنی کو اضداد مین سی
شمار کرنا خلق کو اپنی پر ہنسانا ہی جسکو جگ ہنسائی کہتی ہین صاحب صراح کا قول
میرے مفید مطلب ہی وہ ہی آنکہہ کی معنی یہان ہی ملحوظ ہین اور اگر آنکہہ کی تپلی کو
آنکہہ سی جدا سمجہنگے تو ایک معنی اور پیدا ہو جائینگی کثرت معنی بڑہ جائیگی نہ کہ ضدیت پیدا
ہوگی اضداد مین سی جب ٹہرے کہ جیسا آفتاب کو کہتی ہین کسوف کو بہی کہتی ہون رہے
اشعار اونمین انوری کا شعر مرزا صاحب کے کلام کا موید ہی س وی زخاک خاوران چون
زرہ مجہول آمدہ × گشت امروز اندر و چون آفتاب خاوری خاوران نام شہر کا بلاد
شرقیہ ایران سی ہی آفتاب خاوری وہی آفتاب مشرقی ہی کوئی سخن فہم اس شعر مین
سی خاوران کی معنی مغرب سے ثابت کردی یا آفتاب خاوری کو آفتاب مغربی بنا دیے

جیسا کہ شاعر کہتا ہی ~~ تہوڑی سی روئی دہنی سی لی آ * منہہ مین جہو ڑا اور پہر نگل جا *
اُسی روئی کا شاہی جسپر جہونا صادق آئی کوئی ملائی کا نوالہ ہی آدمی جسکو نگل جائی یہان
ایک اور مزا ہی ~~ این چہ کفرست وچہ شرارتست و فشار یہہ مصرع مولوی روم کی مثنوی
کے بحر کا ہی دوسرا مصرع ~~ پنبہ اندر دہان خود بفشار حکیم سنائی کی حدیقہ کی بحر کا ہے
اصل مصرع یون ہی پنبہ اندر دہان خود فشار مگر چونکہ منشی جی دکن کی دستور کی موافق
صیغہ امر سے بی اضافہ یای زایدہ معنی مقصود استخراج نہین کرسکتی اور طبیعت موزون نہین
ہی جو تقطیع کا خیال کرتی بی تکلف فشار کی جگہہ بفشار لکہدی اور یہہ جو منشی جی از روی مدار الافاضل
افشار بمعنی حامی و مددگار لکہتی ہین اس سی صرف یہ ثابت ہوا کہ یہان صاحب مدار الاضل کو بہی
مغالطہ ہوا ہی کہان افشار کہان مددگار افشار صیغہ امر کا ہی اور قاعدہ کلیہ فارسی کی موافق
اسم کی ساتھہ ترکیب پاکر افادہ معنی فاعلیت کرتا ہی اور منقول ایرانیہ مین ایک قوم کا نام بہی افشار
ہی پس اب سیاح غریب منشی جی سی پوچہتا ہی کہ یہ جو منشی مولوی معنوی کا شعر لکہا ہی
~~ دلم دزد و نظر او دزد وان دزد عجب ان دزد دزد افشار چو نیست * دوسری مصرع کی
معنی مین بتاتا ہون دزد موصوف دزد افشار صفت یعنی چور بہی ہی اور چوری از راہ زبردستی
مال مسروقہ چہین بہی لیتا ہی یہان کوئی سخن فہم دزد افشار کی معنی حامی دزد نہ دیکہیگا کسواسطی
کہ مولوی صاحب از راہ تعجب لکہتی ہین دزد دزد افشار پس اگر حامی کی معنی لیی جائین
تو تعجب کا محل نہ رہا چور البتہ مددگار اور شریک چوری کا ہوتا ہی بعد اس ہوش افزا شرح کے مین متوقع
ہون کہ پہلا مصرع منشی جی مجکو پڑہا دین اور معنی اسکی سمجہا دین لطیفہ ~~ ای منشی
خیرہ سر سخن ساز نہو * عصفور ہی تو مقابل باز نہو * آواز تیری نکلی اور آواز کی ساتہہ
لاٹہی وہ لگی کہ جسمین آواز نہو * انگشتہ کی بحث سزاوار التفات نہین منشی انگشتہ
کی ہموزن کو دیکہا تو چرشتہ نظر آیا ناچار وہان سی بہاگا مگر نہین جانتا کہ خاور کو جاتا ہون
یا باختر کو اگر کہون خاور سی بہاگا اور باختر کو گیا تو منشی جی ہرگز نہ سمجہہ سکیگا اور متردد رہیگا

قبر لوٹرہا نخرہ جنازی کی ساتھہ اسکو کہتی ہین صیغہ ہای امر کا استعمال بمعنی حاصل بالمصدر اور
اسم کے ساتھہ ترکیب پانی سے معنی فاعل کا پیدا ہونا دنیا مین کون ہی جو نہین جانتا اور فشار
قبر کو کون ہی جو صحیح نہین مانتا فشردن کی معنی تنگ گرفتن اوس دکنی نی کہان لکہی ہین
آب گرفتن و ریختن و خلانیدن سی فشار قبر کے معنی ثابت کرنی چاہئین منشی جی نی تنگ گرفتن
قبر لکہدیا تو کیا ہوا برہان قاطع والا تو پانی لیتا ہی اور گرانا ہی چہوڑتا ہی عبارت برہان قاطع سی
تنگ گرفتن ثابت ہوتا اعتراض رفع ہو ماتحن فیہ کو پہلی سمجہہ لیتی ہین تب مجیب ہوتی ہین سوال دیگر
جواب دیگر علم تو معلوم یہان تمیز ہی نصیب اعدا ہی اور جو منشی سچ لکہتی ہین کہ صاحب فرہنگ
رشیدی فشاردن و افشاردن بمعنی خلانیدن و ہرزہ و فحش گفتن آوردہ چنانکہ شعر مولوی معنوی
؎ این چہ کفرست این چہ ژاژست و فشار × پنبہ اندر دہان خود افشار صاحب فرہنگ رشیدی
نی پانی لینا اور گرانا چہوڑ دیا چہبہونا رہنی دیا اور ہرزہ و فحش ٹرہا دیا مولوی کی شعر کو ہم معتمد علیہ
اور مسلم الثبوت جانتی ہین رشیدی کی قیاس کو کب مانتی ہین چاہتا ہون کہ مختصر اور موجز
لکہون مگر موقع ایسا ہی آپڑا ہی کہ تقریر کو طول دئیی بغیر نہین بنتی ؎ نالہ را ہر چند میخواہم کہ
پنہان برکشم × سینہ میگوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن × میان سر رشتہ دار معزول سنو ژاژ و ہرزہ
بیشک مرادف ہمدگر ہین یعنی سخنہای بی اصل و پوچ ہرزہ و فحش مرادف بالمعنی کیونکر ہوئے
فحش وہ گفتار ہی جسمین مرد و عورت کی اندام نہانیکا نام آئی اور جورو بیٹی تک جائی فشار کے
یہ معنی زنہار نہین ہین مولوی کی دونون مصرعون مین فشار بمعنی تنگ گرفتن و استوار کردن ہے
پہلے مصرع مین بمعنی حاصل بالمصدر چونکہ تنگ گرفتن موجب حصول رنج و آزار ہی یہان فشار
کی معنی رنج و آزار دادن ہین ہندی جسکے ستانا دوسری مصرع مین بمعنی حقیقی یعنی محکم کن ہندی
جسکے مضبوط ٹہونس دی پس یہ فقرہ منشی جی کا معنی افشار کہ صیغہ امرست بخلانست یعنی پنبہ فرو بر
ہذیان محض ہی بخلان کی ہندی چہبہو دی ہو سکتی ہی فرو بر کیونکر ہوئی فرو بر کے ہندی ہی
پنبہ در دہن بخلان و فرو بر کے معنی یہ ہوئی کہ روئی منہہ مین چہبو ور نگلی جا جیسا کہ نگل

جدا گانہ لغت اور فسوس بمعنی استہزا جدا گانہ لغت ہی اور یہ جو نواب صاحب افسوس کو
لغت عربی لکھ گئی ہین سہو طبعیت ہی عربی نسہی فارسی سہی لیکن فرق کی کا بدستور حمق ثابت رہا کہ
اوسنی افسوس و فسوس کا تفرقہ ملحوظ نرکہا لطیفے یہان مجہی تین عبارتین یا خلاصہ اونکا
لکہنا پڑا برہان قاطع افشار باشین نقطہ دار بمعنی افشردن باشد یعنی آب بزور دست از چیزی
گرفتن و ریزندہ و ریختن پی درپی را نیز گویند وامر بہ معنی نیز ہست یعنی بچلان و بیفشار و بریز
و بمعنی مدد و معاون و شریک رفیق نیز گفتہ اند ہمچو دزد افشار و نام طایفہ ہم ہست از ترکان قاطع
برہان صیغہ امر را بمعنی مصدر و فاعل آوردن و پایان کار لسوی معنی امر ابا کردن سکہ اوست
آنرا تا کجا گویم انچہ از گفتن آن گزیر نیست این ہست کہ افشردن و فشردن بمعنی ریختن و خلانیدن
زنہار نیست و بیش از سہ معنی ندارد یکی از جامہ نمناک یا از میوہ تازہ آب گرفتن ہندی آن نچوڑنا
دوم بزور در اغوش گرفتن یا بہ شکنجہ کشیدن ہندی بہینچنا سہ دیگر چون با پای یا با قدم استعمال
کنند معنی استوار کردن دہد ہندی آن گاڑہنا این شوریدہ مغز ازین دو معنی صحیح یعنی در
کنار گرفتن و استوار کردن قطع نظر کردہ و معنی غریب یعنی ریختن و خلانیدن آورد ہر آینہ
موافق مذہب وی فشار قبر کہ ترجمہ ضغطہ است مہمل افتاد محرق کی عبارت کو لکہنا قلم کا منہہ
کالا کرنا ہی ہان بقدر ضرورت ناچار لکہونگا جس صاحب کو وہ ہفوات سب دیکہنی منظور ہون
۱۳ صفحہ کی دوسری سطر سی ۱۵ صفحہ کی پانچوین سطر تک معاینہ فرمائی اب مین کہتا ہون کہ خان
غالب کا اعتراض یہ ہی کہ جب فشردن کی معنی ریختن و خلانیدن ٹہری تو اس صورت مین
اوسکی مذہب کی موافق فشار قبر بمعنی رہ گیا قبر بزد ریافی ہنین لیتی قبر مین ریختن و خلانیدن
کے صفت نہین ہی اس اعتراض کا دافع اگر منصف ہی تو معترض کی کلام کو تسلیم کرے
اور بحاث ہی تو آب گرفتن و ریختن و خلانیدن سی فشار قبر ثابت کری اور یہ جو وہ لکہتا ہے
ار از فشاردن و افشار از افشاردن صیغہ امر ہست لاکن ہرگاہ کہ فشار و افشار لسوی
الف سازند و گویند کہ فشار قبر بکسر را درینصورت فشار بمعنی مصدر خواہد بود یعنی تنگ گرفتن

معنے اصلی چھوڑکر گوشوارہ اصطلاحی کا ذکر کیا اور آویزہ کے معرف اس نہج پر ہوئی کہ دیکھنی والا
گمان کری کہ شاید آویزہ زیور گوش ہی بالتخصیص خدا کی قدرت ایسا صاحب کمال عدیم المثال ایک
سہل تقریر مین دو مغالطے کہا ہی ہان انسان جایز الخطا ہی خصوصاً ستر برس کا آدمی فقیر سیاح
تو یہہ کہتا ہی کہ حضرت غالب کے حسن تحریر پر اونکی ہمنشینون مین سی کسیکے نظر لگی چلو اچھا ہوا کہ ایسی
ہمہ دان عدیم النظیر سی بسبب غفلت کی ہزارہا نہین دو باتین ایسی ہوئین کہ جس سی منشی جی کا
دل خوش ہوا اور یقین ہی کہ میان محمد حسین دکنی کے بہی روح خوش ہوئی ہوگی دوسرا
مغالطہ جو اس محقق اکمل کو واقع ہوا ہی وہ یہہ ہی اسف کی مشتقات کو افسوس کی مشتقات
مین سے لکہا ہے یہہ سہو طبیعت ہی قصور فہم نہین ہی اکابر امت کو مسائل فقہ اور مناظرہ فن کلام مین
ایسی سہو واقع ہوئی ہین علامہ تفتازانی کو سید جرجانی سی مقولہ علم مین تا دیر سکوت رہا ہی
اور صاحب متن کیدانی کو ایسا ناہموار مغالطہ پیش آیا ہی کہ اوسنی اشارہ سبابہ فی التحیات کو
باانکہ مسنون ہی محرمات صلوۃ مین لکہا ہی نہ اوس سکوت سی علامہ تفتازانی کی تحمیق لازم
آتی ہی نہ اس بیان سی صاحب متن کیدانی کی تکفیر ہوسکتی ہی شعرا کی اشعار مین اور بلغا کی
عبارتین بشرط تفحص و غور بہت ایسی سہو و خلل پائی جاینگی حضرت سعدی علیہ الرحمہ ؎
ہمرہ اگر شتاب کند ہمرۂ تو نیست × دل درکسی مبند کہ دل بستۂ تو نیست × مولوی جامی علیہ الرحمہ
؎ برو این دام بر مرغ دگر نہ × کہ عنقا را بلند ست آشیانہ × ان دونون شعرونین ہای مصلی
و ہای مختفی کا قافیہ خواجہ حافظ علیہ الرحمہ ؎ صلاح کار کجا و من خراب کجا × ببین تفاوت
رہ از کجاست تا بکجا × اس شعر مین روی متحرک قافیہ نصیب اعدا سیف الحق کا مقصود یہہ ہے
کہ یہ جو مولانا غالب کو دو سہو واقع ہوئی ہین اوسی قبیل سی ہین جیسی اون بزرگون کو عارض
ہوئی ہین اور یہ ماہرین فن کی نزدیک سہو طبیعت ہی یہ بات جواز الزام و اعتراض کے
نہین ہوسکتی معہذا غالب کا بیان ہی کہ جامع برہان قاطع نی افسوس بروزن منحوس
بوزن عروس کو لغت واحد سمجہا ہی اور یہہ خطا ہی افسوس بمعنی دریغ و حسرت

جاجیسا کہ

اونکی اجتماع کی افتتاح باب کا حکم صادر ہوتا ہی باری اس شعر مین بہی بہ قراین و دلایل درفراز
کیند کی معنی یہی ثابت ہوئی کہ دروازہ بند کردو ای سیف الحق سیاح اب تیری خامہ فرسائی کے
کچھہ حاجت نہین منشی جی عالم تصور مین بزم شراب کو دیکھہ آئی جیسا کہ فرماتی ہین مجلس انس و
بزم احباب حرکات دوستان بی تکلف را خاصہ در بزم شراب خیان در ضمیر نقش بستم کہ گویا مجلس
انس را پیش نظر داشتم دوستان بی تکلف کی حرکات بزم شراب مین سب جانتی ہین کہ کیا ہین
فحش لات لگی جوتی پیزار ہبلا صاحب بڑی بات ہوئی کہ منشی جی گالی گلوت سن آئی ڈہول وہ
مین شریک ہو آئی متنبہ ہو گئی اب ایسی مجلس مین دروازہ کہولنی کا حکم نہ دینگی بلکہ بند کروائینگی اور
قفل اندر سی لگوائینگی آہہ وان ایکا دکی شان نزول اور حدیث شریف کا ذکر خارج از مبحث
او ہہوز چشم کا شور کوڑی کی کا ئین کا ئین اسکی طرف التفات تضیع اوقات ہمنی اطلاع ضرور ہے
کہ محب کی نظر محبوب کو والدین کی نظر اولاد کو صاحب متاع کی نظر متاع کو لگجاتی ہی اور یہ عقیدہ
متفق علیہ جمہور ہی اس بحث مین نوع کا تیا دیکر منشی جی جامن کہانی چلی گئی اور آلوسیہ کا
جہگڑا انکا الجکو آلوسیہ کی لفظ مین الوسیہ کی صورت نظر آئی تنزجر و متنفر ہو کر بہا گا بہا گی ہے
آویزہ مین اولجہا اب اس آویزش کی حقیقت سنو **لطیفہ ۵** جامع برہان قاطع لکھتا ہی
آویزہ بروزن پاکیزہ گوشوارہ را گویند یہ تقریر اوسکی مخبط ہی کہ آویزہ کو بہ انفراد گوشوارہ لکھا
حال انکہ آویزہ مخصوص بہ گوش نہین تاج و چتر و کلاہ بلکہ ہاتی کی جہول اور گہوڑی کی زین پوشین نا
بہی لگانی ہین خان غالب لکھتے ہین حاشا کہ آویزہ و گوشوارہ یکی تواند بود اس دعا کو کون
غلط کہہ سکتا ہے واقعی آویزہ و گوشوارہ ایک چیز نہین یہان تک تو ٹہیک
مگر آگی نجم الدولہ بہادر لکھتی ہین کہ گوشوارہ چیزیست زر نگار یا مرصع بجواہر آبدار کہ بر دستار
پیچیدہ و آویزہ پیرایہ ایست کہ در نرمہ گوش سوراخ کنند و آن پیرایہ را
دران اندازند تا آویزان باشد قصہ اچہا بیان قصہ کے خلاف ہے چاہئی تہا
کہ آویزہ کے تخصیص مثاتے اور اوسکی تعمیم مین کلام کرتی نہ کہ گوشوارہ کے

تا بکار عبارتین سی دو چار فقری لکھنی پڑی ایک جگہہ آپ لکھتی ہین احباب مجلس انس کہ بیک
حال و قال و شنیدن سماع و سرود و خورد و نوش شراب و کباب مست عبارتکے خوبی وجدا ہی اہل
بصیرت بادی النظر مین معلوم کرینگی سیف الحق کی مراد یہہ ہی کہ منشی جی مجلس انس کو بزم
شراب مان گئی ہین آگی بڑہ کر لکھتی ہین کہ در باز کردن این نکتہ الیست کہ تا کسی بمشاہدہ حال
مجلس نمی پردازد شریک و شامل افعال و اقوال آن مجلس نمی گردد ایہا الناظرین البصیرین سابق
کے فقری سی اس فقری کو ربط دیکر دیکھو کہ یہ پیر نابالغ یعنی منشی انشا نا آشنا صریح ترغیب
فسق و فجور کرتا ہی اور پہر فرماتا ہی ہمین اسباب علما و مشایخ از آمدن بیگانہ در محفل وعظ و
حال منع نمیفرمایند کہ تا اکنون مردمان از شنیدن و دیدن بحلقہ شریعت و طریقت می درآیند
پس اگر از اغیار ہم بعد در باز کردن حال اہل مجلس بمشاہدہ کند و بسوی بزم گراید و ادراک
کیفیت کردہ شامل حال و قال اہل مجلس گردد عین مراد پیر جہاندیدہ ہست سیاح منصف
کو یہان ایک شعر عامیانہ یاد آیا ہی منشی جی کی خرافات عبارت کی لغویت مطالب کی موہوبت
دیکھکر وہ شعر لکھتا ہون ع عارض کا چمکنا کہون یا زلف کا چہپنا مسی کی ادوداہت کہون
یا پان کی سرخی مجلس انس آگی بزم شراب ٹہر چکی ہی اب مجلس حال و قال قرار پائی اسکو کون
مانیگا اور ان دونون مجلسون کو ایک کون جانیگا مجلس انس کو یا بہانمتی کی کاغذی ٹوپی
ہی کہ بار دتو یونکی ہیئت اوس سی پیدا ہو جائی یہ بندۂ خدا اتنا بہی تو نہین جانتا کہ مجلس وعظ
کے صورت ہی اور مجلس حال کے اور حالت ہی اہل خرد سمجہینگی کہ منشی جی کس بات پر آوی
ہین آخر فراز کو اضداد مین سی جانتی اور فراز کردن کو فرو معنین مانتی ہین پہر اتنا کیون نہین
سمجہاتی ہین کہ جس گہر مین فسق و فجور کے مجلس ہو اوسکا دروازہ بند کر لیتی ہین یا کہلا رہنی دیتی ہین
اگر کہا جاتا ہی اور اقتضای مقام کیا ہی یہان ایک اور دقیقہ ہی منشی جی تو خاک
... اہل علم و عقل کیواسطے تحریر کو بڑہاتا ہون در فراز کنید دروازہ کہول دو کی معنی
وازہ بند ہوگا پس اگر دروازہ بند تہا تو دوست کدہر سی آگئی کہ ...

جہان در کی ساتہہ فراز کا لفظ لکہا پاتی پڑہنی والی قرینہ ڈہونڈہتی پہرتے کہ آیا دروازہ کہلا ہی یا بند قصہ کوتاہ برہان قاطع نے فراز کو اضداد مین سی لکہا ہی اور ضارب سیف قاطع نی اس کلام کو رد کیا ہی صاحب محرق ہتیار پکڑ کر میدان مین آیا ہی اور پانچ شعر ڈہونڈ کر لایا ہی اور اون اشعار کی روسی ثابت کیا چاہتا ہی کہ در فراز کنید کو اڑ کہول دو اور دروازہ بند کر لو دونون معنی دیتا ہی وہ پانچ شعر پہلی لکہہ لون پہر اس باب مین کلام کرون

سعدی علیہ الرحمہ ؎ بروی خود در طماع باز نتوان کرد × چو باز شد بدرشتی فراز نتوان کرد

حافظ علیہ الرحمہ ؎ صنعت مکن کہ ہر کہ محبت نہ راست باخت × عشقش بروی دل در معنی فراز کرد

کمال اسمعیل رحمۃ اللہ علیہ ؎ جہان پناہا از مین دولتت امروز × دہان فتنہ فراز ست وچشم عافیہ باز

ان شعرون مین تو منشی جی فراز کو بمعنی کشادہ نہین کہہ سکتی رہا چوتہا شعر کہ یہہ بہی استاد کا ہی اگرچہ منشی جی نی پیش مصرع کی حشو مین ارچہ کہ افگندہ ایم اپہونس دیا ہی لیکن ہم صحیح لکہتی ہین ؎ چو مطرح ارچہ سرا فگندہ ایم وبی پیریم × بہ پشتی تو چو مسند شویم سینہ فراز × سبحان اللہ منشی سعادت علی گویا شعر کی قاتل ہین کہ مصرع کی دہڑ سے صاف سر اوڑا دیا قصہ مختصر اس شعر مین مفتوح اور مسدود سی کچہہ بحث نہین فراز بمعنی بلندی ہی اور بلندی مسند کے صفت ہوسکتی ہی نہ کشادگی مسند عالی مسموع ہی نہ مسند مفتوح وکشادہ یہہ چار شعر خان غالب کے کلام کی موید اور محمد حسین اور منشی جی کی قول کی مبطل ومکذب ہین اگر منشی جی کو یہہ سمجہہ ہوتی تو یہ چار شعر کبہی نہ لکہتی جہگڑا سارا حافظ کی اس شعر پر ہے ؎ حضور مجلس انس است ودوستان جمعند × وان یکاد بخوانید ودر فراز کنید ظاہرا صاحب تپ محرق نی یہ بحث بحران کی دن لکہی ہے کہ بی تکلف وبی مبالغہ سراسر ہذیان ہی منشی جی خود نہ سمجہی ہونگی کہ مین کیا بک رہا ہون آیات واحادیث عبارت مین درج کی ہین حال آنکہ اونکی اندراج کا نہ موقع نہ محل نہ فایدہ معہذا عبارت بہونڈی روزمرہ فارسی نصیب عدا روابط ایسی مفقود جیسی گدہی کے سر پر سی سینگ ایک فقرہ کا مفہوم دوسری فقرہ کی نقیض نقل کفر کفر نباشد ناچار اوس

اطلاق انچین بر پارچہ نم چیننده از بدن مرده مانع اطلاق انچین بر پارچہ نم چیننده از بدن زنده نیست
یارب اس فقیر طالب علم کی داد ملی یہ فقرہ حضرت غالب کے کلام کا سراسر مؤید اور جامع برہان کے
ادعا کا مبطل ہی یا نہین بلکہ خود منشی جی کی قول کا مکذب ہی اوپر لکہہ آئی ہین کہ نہا کر کوئی رومال
سی بدن کو نہین پونچہتا اور یہان نیچی اگر انچین و رومال کی معترف ہوئی ہین یہ پارچہ نم چیننده
از بدن زنده پہر اس فقرہ کی انجام مین لکہتی ہین پس حال انچین مانند لغات مشترکہ و اضداد انگشت
بار و منشی جی تو ایک جانانہ سراپا ناز ہین ہین انکی غنج و دلال کی قربان جاؤن کوئی انکو سمجہا دو کہ
یہان تخصیص مثی ہی لغت مسخ ہوکر منجملہ اضداد نہین بنگیا ہان انچین جسطرح ہات منہہ کو خشک کرتا ہی
اگر ہات منہہ کی بہگونی کا بہی آلہ ہوتا تو لغت اضداد مین سی ٹہرتا والا فلا اس چوتہی صفحہ کی حاشیہ پر
منشی جی نی لکہا ہی معترف پیشکو آنست کہ در مجلس کسی را بشناساید یا رب بشناساید بہ معنی شناسانی
لغت کہان کا ہی ظاہرا دکن کا لغت ہی اور نقال دکنی ہی سینہ بسینہ و شکم بشکم منشی جی کو پہنچا ہے
فعل لازمیکی متعدی بنانیکا دستور ہی کہ مضارع مین سے مصدر بناکر اوسمین الف و نون بڑہاتی ہین
جیسی گرد د جو گشتن کا مضارع ہی اوسمین سی گردیدن اور گردیدن سی گرداندن بناتی ہین اوسطرح
شناختن کا مضارع شناسد مصدر مضارعی مفروض شناسیدن متعدی شناساندن
اسکا مضارع شناساند نون کی جگہہ تحتانی لکہنی حماقت محض ہے لطیفہ فراز صیغہ امر کا
ہی فراز د مضارع افراختن مصدر موافق قاعدہ کلیہ کی جب کوئی اسم اسکے ماقبل آئی تو فاعل
کے معنی دیتا ہی جیسی سرفراز و گردن فراز بمعنی مصدری ہی مستعمل ہے جیسی نشیب و فراز ہی فراز
علی کا ترجمہ ہی فراز فلک یعنی بالای فلک اور فرا اسیکا مخفف ہی درصورت تخفیف بلند و بلندی
کے معنی متروک ہو جاتی ہین علی کی معنی جسکا ترجمہ فارسی مین بر اور ہندی مین اوپر ہی بحال
و برقرار رہتی ہین اور واسطے افادہ حسن کلام کے زایدہ بہی آتا ہی بعد اس تفصیل و توضیح کی مقصود
اصلی مین کلام کیا جاتا ہی در کہولنی کو فارسی مین درکشادن و در باز کردن کہتی ہین اور دروازہ
بند کرنیکو دربستن و در فراز کردن کہتی ہین یہہ لغت اضداد مین سی نہین اگر اضداد مین سی ہوتا تو

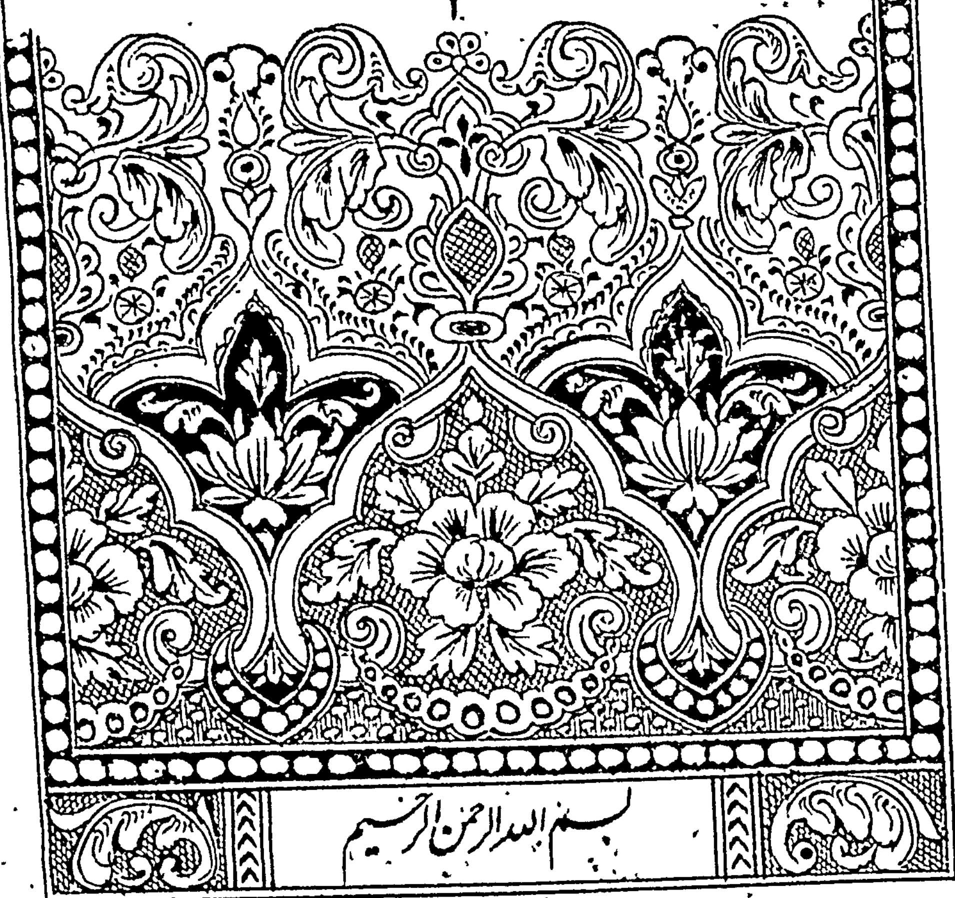
اور عجمیوںمیں مشترک ہی اور کہیں اور انگو چہہ خاص اہل ہند کی بولی ہی ان کپڑون کو اچپن کہنا
جہک مارنا ہی اچپن اور رومال ان دو نو کا ایک ہی چاہوا اپنا منہہ پونچہو چاہو مردیکا بدن
اچپن فارسی قدیم رومال مستحدث ہان اگر مردی کے بدن پونچہنی کے کپڑی کو صرف اچپن کہتی
ہوتی اور رومال نکہتی تو منشی جی کا قول معقول تہا لیس فلیس اور یہہ جو منشی جی اوچہلتی کودتی
ہین کہ غالب فردوسی کو مسلم الثبوت نہین جانتا اور اوسکی کلام کو نہین مانتا اہل علم و ہوش
سمجہہ لینگی کہ مصرع فردوسی مفید معنی حصر نیست یہہ عبارت ہرگز فردوسی کی انکار کے معنی نہین دیتی
ماقبل مصرع مذکور یہہ فقرہ کہ این مغلطہ تنہا نہ این بیچارہ را افتادہ دیگرانرا نیز روی دادہ ست اس
فقرہ مین این بیچارہ کا مشار الیہ محمد حسین دکنی ہے اور دیگران سی اور فرہنگ نویس مراد ہین فردوسی
شاعر تہا فرہنگ نویس نہ تہا مولانا غالب تخطیہ کرتے ہین فرہنگ لکہنی والونکی قیاس کا اور منشی جی
اسکو فردوسی کا تخطیہ گمان کرتے ہین فقیر سیاح کے ایک بات یہان خیال مین آئی ہی کہ
محمد حسین دکنی فردوسی کی شعر کو نہ سمجہا اور منشی جی خان غالب کی نثر کی معنی اولٹی سمجہی غلط فہمی
کے صفت مین الصاحبین مشترک ہوئی اور یہ بات ثابت ہی کہ دکنی استاد اور منشی شاگرد ہی
اور یہہ بہی متفق علیہ جمہور ہے کہ شاگرد بیٹی کی جگہہ اور استاد باپ کی جگہہ ہوتا ہی پس اب چاہیے
کہ اس مقام پر ہم الولد سر لابیہ کہین اور منشی جی خوش ہو کر ہمکو سلام کرین لاریب فیہہ کہین
ایک راوی ثقہ ناقل تہا کہ کسی شخص نے نجم الدولہ بہادر سی پوچہا کہ کیا تم فردوسی کی کلام کی منکر
ہو نواب صاحب نے ہنس کر کہا کہ میری نزدیک فن سخن مین فردوسی کا کلام ایسا ہی جیسا امور دینی
مین آیت و حدیث جو فارسی شعر کہی یا نثر لکہی اور فردوسی کو سند نجانی اوسکا حال و مآل بعینہ وہ ہے
جو منکر آیت و حدیث کا حال و مآل ہو دیکہو منشی جی لعنۃ اللہ علی الکافرین اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین
کا تازیانہ فردوسی کی منکرون کی اور غالب پر تہمت رکہنی والونکی کیسی برابر کہال اوڑا رہا ہے
او سیف الحق سیاح تو کیا کہہ رہا ہی منشی جی کو کلام الہی سے کیا علاقہ وہ جانین اور مسیلمہ کذاب
یعنے محمد حسین دکنی جامع برہان قاطع قصہ مختصر منشی جی بعد از ہزار گونہ ہذیان کہتی ہین

رجہاتین اورون نی کیا گناہ کیاہی کہ اونکو بہول سنائین منشی جی کو ہین نی دیکہاہین جو کہوان کہ کورسے
ہین یا کالے ہین اونکی تحریر سی اسیقدر پایا جاتاہی کہ سعید ہی سادی بہولی بالی ہین لطیفہ ۳ اگہین کی
بحث مین منشی جی نی نہ تہینچے سی بلکہ کالکیری گل کتری ہین چوتہی صفحہ سی نوین صفحہ تک پانچ صفحی سراسر
سیاہ کیی ہین اونکی عبارت کو نقل کرنا اپنی کو بہ تکلف پاگل بنانا ہی مضمونکی اشاری کو کلفی جانتا ہون
بحسب ضرورت کوئی فقرہ لکہہ ہی دونگا مضارب سیف قاطع یعنی نواب اسد اللہ خان غالب کے
عبارت یہ ہی قید خشک کردن بدن مردہ بیجا این مغالطہ نہ تنہا این بیچارہ را افتادہ دیگرا نیز روی
دادہ ہست مصرع فردوسی ع نہ دارم برگ آبچین و کفن ٭ مفید معنی حصر نیست چنانکہ چادر کہ آن نیز
جزوی از اجزای کفن ہست وافادہ معنی انحصار ندارد آبچین اسم جامہ ایست کہ پس از شستن دست ورو
بدان جامہ نم از دست ورو چینند و در عرف آزار و مال گویند منشی جی چوتہی صفحہ کی ۷ سطر مین لکہتی
ہین کہ او ہو جی او ہو جی غالب نی آبچین خاص اوس کپڑی کو ٹہرایا جس سی آدمی ہاتہہ منہہ پوچہتاہے
سیف الحق پوچہتاہی کہ مولانا غالب کی عبارت سے تخصیص کہان پیدا ہوتی ہی یہان مُردی کی
بدن پونچہنی کو مقدر چہوڑ جانا کمال بلاغت ہی کسواسطے کہ جامع برہان قاطع اس خصوصیت کا مدعی
ہی اور مولانا خصوصیت کو مٹاتی ہین جیساکہ فرماتی ہین قید خشک کردن بدن مردہ بیجا قید کے
نافی ہین اور نفی سی ثابت ہوا کہ مُردی کی بدن پونچہنی کو بہی تسلیم کرتے ہین اور زندہ کی بہی
ہاتہ منہہ پونچہنی کو جایز رکہتی ہین آگی بڑہ کر منشی جی پانچوین صفحہ کی ساتوین اور اٹہوین سطر مین
اپنی سوز دلن کا جمال دکہلاتی ہین جہان رقم فرماتی ہین این نگارندہ گاہی پس غسل نم بدن از رومال
نچیدہ و نہ کس با برگ و نوا راشنیدہ کہ پس غسل نم بدن از رومال چیدہ باشد فقیر **سیاح** کہتاہی کہ
یہ تو **امیر خسرو** کی انملی ہوی چیل پسولا لیگئی تو کاہی سی پہٹکون راب نہا کر بدن رومال سی
کون پونچہتاہی اور کون کہتاہی غسل اور حمام کا نہ برہان مین نام نہ قاطع مین ذکر منشی جی کہین سے
فرہنگ رشیدی اوٹہا لائی ہین اور حمام و استحمام و چادر و مادر کو دکہلا رہی ہین ہم اسکو کب مانتی ہین
رشیدی کی ادعا کو لغو جانتی ہین نہا کر بدن پونچہنی کی کپڑے کو لنگ یا چادر کہتی ہین اور یہ ہندیوین

سڑی کو سینی چہیٹر دیا ہی وہ فحش بکرہا ہی ایک شخص عالی خاندان نامور با وجود صفت امارت صاحب کمال یگانہ روزگار اہل ہندوستان کا مطاع مسایل منطق فارسی کا مفتی باین ہمہ مرنج و مرنجان گوشہ نشین آزاد و وارستہ فروتنی اوسکا شیوہ مروت اوسکا پیشہ طرز بیان مین ایک عالم اوسکا معتقد حسن خلق مین ایک جہان اوسکا مداح بادشاہ کا مصاحب حکام کا معزز متوسل ان صفات کا جامع اور پہر معمر ستر برس کا آدمی یعنی **اسد اللہ خان غالب** طال بقاوہ وزاد علاوہ ایسی شخص کی نسبت ناسزا کہنا منافی شان علم و ادب بلکہ خلاف آئین آدمیت ہی **منشی سعادت علی** نے قطع نظر اور حالات و کمالات سی کبر سن کا بہی پاس نکیا شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتی ہین ؎ کہ حق شرم دار د ز موی سفید * جس سی خالق کو شرم آئی مخلوق اوس سی نہ شرمائی مابہ النزاع یہی ہی کہ حضرت غالب نے برہان قاطع کی اغلاط پر اعتراضات لکہی ہین کہین کہین از راہ شوخی طبع ظریفانہ بطریق بذلہ رقم سنج ہوئی ہین منشی جی نی حضرت غالب کی شان مین سفیہانہ وہ کلمات ناسزا لکہی ہین کہ ایسی کلمات کوئی شریف النفس بہ نسبت کسی آدمی کی نہ لکہیگا محمد حسین دکنی کی انتقام لینی کا بہانہ مسموع و مقبول نہین وہ دکنی منشی جی کا کون تہا جو اون کو اوسکی مذمت سنکر ایسا غصہ آگیا کہ چہرہ گرمی سے لال ہو گیا بدن سی پسینا بہنی لگا منہہ مین جہاگ آگئی انکہین بند کرین گالیان بکنی لگی مزا ایک اور یہ ہی کہ منشی جی بذات خود سنی ہین اور حقیقے بہائی انکی شیعی سنی ہین محرم مین بہس اوڑاتی پہرتی ہین حلوے مانڈی کہاتی پہرتی ہین اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم کو برا کہتی ہین اور منشی جی کی ساتہہ ایک گہر مین رہتی ہین اونپر منشی جی کو کبہی غصہ نہ آیا خلفای راشدین کی مذمت سی منع نفرمایا اس باب مین کوئی عذر پیش لائین اسکی وجہ بیان فرمائین یہ بہی تو یہی ہی کہ منشی جی کو دکنی کا پاس اپنی بزرگان دین سی زیادہ ہی ظاہرا اوس سی باطنی استفادہ ہی گاہ گاہ خواب مین آیا کرتا ہوگا اور منشی جی کو رگڑی جہگڑی بتا جایا کرتا ہوگا انکو فارسی دان کیا ہی علم کا نلوا او تار دیا ہی یا یون ہی کہ جامع برہان قاطع مر کر بہوت بن گیا ہی اور صاحب تپ محرق یعنی مولف محرق قاطع برہان پر آچڑہا ہی بہلا صاحب جب دکنی طالب اور منشی جی مطلوب وہ محب اور یہ محبوب ہین تو چاہئی کہ از روی ناز و کرشمہ جوتی پیزار گالی گلوت سی اوسکو

سے تسہیل تلفظ اس جملہ مرکبہ کو اپنا تکیہ کلام ٹھہرایا ہی نامشی نیستا او نمنشیے سے کے ماری ہوتی جاتی ہین
یارب اس ترکیب پر کون حقیقتاً نازو کہ پیشتر ہر کو احمق ہوگا اس الٹی فہمی پہ یہی لکہدینا
مناسب ہی کہ منشی جی نجم الدولہ مرزا اسد اللہ خان بہادر کا تو یا نام لکہتی ہین اپنے
مرزا اسد اللہ غالب ای فردوسی طوسی اس مقام پر کیا خوب لکہتا ہی ؎ چو اندر تبارش
بزرگی نبود * نیارست نام بزرگان شنود * جس شخص کا بادشاہی دفتر مین اسد اللہ خان
نام لکہا گیا ہو اور نواب گورنر جنرل بہادر کی محکمہ سے خانصاحب بسیار مہربان دوستان
مرزا اسد اللہ خان لکہا جاتا ہو اگر ایک شخص کہ نام رعایای دہلی مین سی اوسکا نام بگاڑ کر لکہی تو
اوس نامور کا کیا بگڑا مگر لکہنی والی کا حمق مع ازدیاد ثابت ہوگیا اس سی زیادہ گرم ایک فقرہ
اور سنی منشیے جی قاطع کی عبارت کو بڑا بتاتی ہین اور پھر کہین کہین اوسی انداز کی ایک دو جملے
لاتی ہین فقرہ پورا الب لکہہ سکتی نہین دو چار لفظ جمع کیے اور ٹھیک نکل گئی جیسی پڑہا توتا
دن بھر مین کبھی حق اللہ پاک ذات اللہ بول اوٹھتا ہی اور باقی تمام دن ٹین ٹین کیا کرتا ہی مانا کہ قاطع
برہان کی جواب لکہنی سے منشی جی کی مراد یہ تھی کہ کنج خمول سی باہر آئین اور ایک صاحب نام و
نشان کی مقابل ہو کر خود صاحب نام ہوجاوین یہ نسمجہی کہ شہرہ تو ہوگی مگر اشتہاری ہوجائیگی عزت
نجائیگی مورد صد گونہ خواری ہوجائینگی مولوی روم علیہ الرحمۃ جو بڑا صاحب کمال ہی یہ شعر اوسکا
جناب منشی صاحب کے حسب حال ہی ؎ چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد * میلش اندر طعنہ پاکان برد
اہل نظر قاطع و محرق کو جب باہم دیکہینگی تو قاطع کی عبارتین موتی کی لڑیان نظر آئینگی اور
محرق کی نثرین ماش کی بڑیان نظر آئینگی ہماری منشی صاحب از روی علم و فن منشی نہین ہین
از روی پیشہ و حرفت منشی ہین جیسی منشیے بیروان ناتھ اور منشی گنیدرلال لطیفہ سکہ ای
صاحبان فہم و انصاف عبارت محرق و قاطع برہان کو دیکہنا چاہیے خلاف بحث اطناب ممل سو ترکیب
تباہی روز مرہ غلط فہم اسکی مجہی کچہ کام نہین بہلا عامیان معوج الذہن کی نثر اور کیسی ہوگی خالصاً للہ
یہ بتاؤ کہ یہ مناظرہ ہی یا پہکڑ صاف معلوم ہوتا ہی کہ ایک ہیجڑا تالیان بجاکر گالیان دیتا ہی یا ایک

ذ دیکھی ہون ایک عالم انکی فارسی دانی اور شیوا بیانی کا معترف نظم مین ظہوری و نظیری و عرفی
کے برابر نثر مین نثاران سابق و حال سی بہتر کلیات نظم نسخہ سحر سامری نثر مین پنج آہنگ سلک
در خوش آب دستنبو گوہر نایاب مہر نیمروز غیرت آفتاب ہر نکتہ ایک کتاب ہر کتاب ممتنع الجواب
جو بلاغت اور فصاحت کو جانتی ہین اور معنی کا حسن پہچانتی ہین متفق علیہ اونکا یہی عقیدہ ہی
اگر ایک آدمی کا عوام مین سی یہ عقیدہ نہوا تو وہ آدمی بیشک ایک گروہ کا مردود ہوگیا ؎ گر نہ بیند
بروز شپرہ چشم • چشمۂ آفتاب را چہ گناہ • محرق کی عبارت واہ کیا کہنا ہی مبتدا کچھ خبر کچھ روابط نا…
تمام محذوف اول سی آخر تک سوال دیگر جواب دیگر کا التزام عبارت بلکل حشو اور حشو بھی قبیح با انہمہ
رسالہ سراسر بغض و عناد و سوء ظن و حمق و خبط و سب و فحش کا مجموعہ ہی آیا خاطر میمون منشی اعدا…
آیا جو اس رسالی کی تحریر کا قصد فرمایا کتاب خو گیر عبارت خو گیر سکے بہرتی جو اشعار چسپیدہ است …
ہی ہین وہ زیر تنگ نہ بر تنگ سوار نابینا مرکب کہنہ لنگ کتاب گدڑی ہر فقرہ ٹکڑا ہر ٹکڑا کا نیا رنگ
یا منشی جی نی یہ قیاس کیا ہی کہ تمام ہندوستان مین کوئی عالم کوئی عاقل کوئی منصف نہین ہی
للہ الحمد ہندوستان مجمع فضل و کمال ہی منشی جی کی حمق کا پردہ کہل جاویگا بلکہ مولانا غالب کا ایک
شاگرد منشی جی کا خاکا اوڑائیگا مجکو تو حمیت اور رعایت حق اس تحریر کی باعث ہوئی تاکہ مین نے
لیس لطایف جمع کیئی اور اس نگارش کا **لطایف غیبی** نام رکہا ؎ در پس آینہ طوطی صفتم
داشتہ اند • آنچہ استاد ازل گفت بگو میگویم **لطیفہ ۱۳** ضارب سیف قاطع کا ایک فقرہ ہی
چہاردہ سالگی از آموزگار پرورش یافتم صاحب تپ محرق اس فقری کو دست آویز استہزا سمجھکر
بار بار لکھتی ہین اور ٹہٹہلی کرتے ہین اور ٹہٹک بولتی ہین ظاہرا منشی بیچے بطن مادری ہی سے لکھے
ہکاریان لکھتی ہوی نکلے ہین سیف الحق سن یہ بات نہین ہی جائیگا تو اگر سمجھنی والا ہی یہان کچھ
ال مین کالا ہی منشی بیچے اپنی نزدیک بہت دور بین لیکن اقتضای المرء یقیس علی نفسہ سے مجبور ہین
طرح منشی جی پر استادی شیخ باب ہوا ہی جانتی ہین کہ ہر شاگرد اپنی استاد سی اسیطرح فیضیاب
اور سیفی خان غالب اپنی طبع کی وصف مین لکھتی ہین غلط ہی سند جو براسی میہ یہ منشی جی…



سیلح بحرو بر ہیچمدان بی ہنر سیف الحق میاںداد خان حق شناسونکی خدمت مین
عرض کرتا ہی کہ مین رہنی والا اورنگ آباد دکن کا ہون مینے بعد تحصیل علوم رسمیہ سیاحت اختیار کی
بنگالہ دکن پنجاب وسط ہند بلاد و قرا کی کہان تک نام لون قلمرو ہند مین سرتاسر پہرا ہون بلکہ سند
و کابل و کشمیر و قندہار بہی دیکھہ آیا ہون اندنومین دو رسالے نثر کی میری نظر سی گزری ایک
قاطع برہان اور ایک محرق قاطع برہان پہلا نسخہ یعنی قاطع برہان کا مولف ایک شخص ہے
معزز اور مکرم والا رتبہ عالیشان عالی خاندان انگریزی رئیس زادون مین محبوب بادشاہ دہلی
کی حضور سی مخاطب بہ نجم الدولہ دبیر الملک نظام جنگ یعنی غالب تخلص اسد اللہ خان بہادر
اور محرق کا جامع کوئی شخص ہی رعایای دہلی مین سی کہ کبہی کسی زمانہ مین کسی محکمہ انگریزی کا سررشتہ دار
ہوگیا تہا اور اب خانہ نشین ہی موسوم بہ منشی سعادت علی نہ نثر سی واقف نہ نظم سی آگاہ نہ عقل کا
سرمایہ نہ علم کی دستگاہ کسی بستی مین کسی گانو مین کسی گہاٹ پر کسی بات پر اس بزرگ کا نام کسی سی نہین سنا
اللہ اللہ غالب نام آور نامدار کوئی شہر ایسا نہ دیکہا جسمین انکی دو چار شاگرد دس بیس معتقد ار

ن نسخه که رشک ارژنگ چین و برای چینگ

ت ایزد را که نتیجه فکر محقق مدقق میانداد خان سیاح المخاطب سیف الحق یعنی این نسخه شگرف مسمی

لطائف غیبی

محرق قاطع برهان بصحت تمام و سعی مالاکلام نخستین بار

م میر فخر الدین در اکمل المطابع دهلی طراز انطباع گرفت